YOUTH PARLIAMENT
YOUTH DEBATES

Tuesday, February 26, 2013

The Youth Parliament met in the Margalla Hotel Hall Islamabad at ten in the morning with Mr. Speaker (Mr. Wazir Ahmed Jogazai) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ۔ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۔ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ
خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ۔ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ
کُلِّ اَمۡرٍ۔ سَلٰمٌ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ۔

ترجمہ: ہم نے اس(قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اس میں روح (الامین) اور فرشتے ہر کام کے (انتظام کے) لیے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں۔ یہ(رات) طلوع صبح تک (امان اور) سلامتی ہے۔

OATH OF MEMBERS

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔سب سے پہلے آپ کا oath ہو گا، آپ اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہوں گے اور حلف لیتے ہوئے اپنا اپنا نام لیں گے۔ اب آپ سب حلف لینے کے لیے کھڑے ہوجائیں۔

(اس موقع پر یوتھ پارلیمنٹ کے ممبران نے حلف اٹھایا)

جناب سپیکر: معزز اراکین آج ہمارے پہلے in House guest speaker the founder of this organization

ہیں۔ تعلیم کے اعتبار سے یہ engineer ہیں۔ میں دس سالوں سے بلال Mr. Ahmed Bilal Mehbood *sahib.* صاحب کو جانتا ہوں اور جب سے انہوں نے PILDAT کو شروع کیا، ہمارے سامنے یہ ایک چھوٹی سی organization الحمدللہ آج ایک بہت بڑی organization ہے۔ یہ parliamentary development سے لے کر track two diplomacy, electoral reforms, election observers and civil military relationship تک جو اس وقت پاکستان کی ضرورت بھی ہے، اس پر احمد بلال محبوب صاحب بہت focus کر رہے ہیں اور الحمدللہ یہ نہیں کہ یہ سن رہے ہیں اور میں کہہ رہا ہوں ، یہ یوتھ پارلیمنٹ انہی کا تخیل ہے، انہوں نے یہ چیز باہر دیکھی اور یہاں لائے۔ انہوں نے جوانوں میں ایک نئی جان پیدا کی۔ اسی طرح احمد بلال محبوب صاحب نے parliamentary democracy میں oversight کا جو element تھا،committee system کی development میں ان کا directly ہاتھ رہا ہے۔ یہ پچھلے دنوں انڈونیشیا گئے ہوئے تھے اور وہاں civil military relationship پر بہت کچھ دیکھ کر آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اور آپ کی خوش قسمتی ہے کہ آپ کے پہلے سپیکر کل بھی یہی تھے اور آج بھی انہو ں نے electoral reforms جن پر انہوں نے بہت سارا وقت لگایا ہے او ر الیکشن کمیشن، سیاسی جماعتیں، ہر کوئی PILDAT کی exercise سے مستفید ہوا ہے۔ کبھی کسی نےsuggest بھی کیا تھا کہ PILDAT کوہی الیکشن کمیشن بنا دیا جائے۔ یہ احمد بلال محبوب صاحب کی کاوش ہے، ان کے experiences ہیں، ان کی محنت ہے جس کو ہم enjoy بھی کر رہے ہیں، دیکھ بھی رہے ہیں اور ہم آپ کو ایک experience بھی دے رہے ہیں۔ جناب احمد بلال محبوب صاحب۔

Discussion: New Electoral Rolls in Pakistan

Guest Speaker: Mr. Ahmed Bilala Mehboob, President PILDAT

جناب احمد بلال محبوب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے میرا بہت اچھے الفاظ میں تعارف کرایا، حقیقتاً یہ جو بھی کوشش ہو رہی ہے، آپ کے علم میں ہے کہ یہ ایک team effort ہے اور بعض اوقات team leader ہونے کی حیثیت سے مجھے ہی تمام لوگوں کی سخت محنت اور کوشش کا credit مل جاتا ہے۔ میں اس کے لیے اپنے ساتھیوں اور آپ کا بھی شکر گزار ہوں جنھوں نے آج میرا تعارف کراتے ہوئے مجھے اس تعریف کا مستحق سمجھا ۔ کوشش تو یہ تھی کہ کل کی briefing کے بعد آج ہماری Joint Director Miss Asia Riaz کو basically یہ presentation کرنی تھی لیکن چونکہ ان کی طبیعت ناساز تھی اس لیے مجھے آپ کے سامنے دوسری مرتبہ اپنے آپ کو پیش کرنا پڑا ہے۔ امید ہے آپ برداشت کا ثبوت دیں گے۔

جناب سپیکر! آج کا موضوع انتخابی فہرستیں ہیں جنہیں tactical language میں electoral rolls کہتے ہیں، یعنی voters list کو رسمی انداز میں electoral rolls کہا جاتا ہے۔ اگرچہ اچھے انتخابات کی بہت سی شرائط ہیں، اگر بہت سی چیز یں اچھی ہوں گی، صحیح طریقے سے ہوں گی تو پھر ہی انتخابات صحیح طریقے سے ہوپائیں گے، جسے free and fair elections کہتے ہیں، وہ اسی صورت میں ٹھیک ہو سکتے ہیں کہ بہت سی شرائط پوری ہوں لیکن ان میں سے ایک بنیادی fundamental requirement ایک اچھی ووٹر لسٹ کی ہے۔ اگر ایک اچھی ووٹر لسٹ نہیں ہو گی تو باقی آپ جو بھیeffort کریں گے، وہ کامیاب نہیں ہو گی کیونکہ اگر بنیاد

ٹیڑھی رکھ دی جائے تو عمارت کے لیے کتنا بھی اچھا نقشہ تیار کر لیں، سیمنٹ، مصالحہ، اینٹیں اور کنکریٹ ڈال دیں ، عمارت ٹھیک نہیں ہو سکتی، اسی طرح انتخابی فہرستوں کی حیثیت عمارت کی بنیاد جیسی ہے۔

اب تک پاکستان میں بہت سارے صوبائی سطح کے انتخابات ہو چکے ہیں لیکن قومی سطح کے adult franchise کی بنیاد پر یعنی جس میں تمام بالغ لوگوں کوووٹ دینے کا حق ہو وہ ہمارے ملک میں nine انتخابات ہو چکے ہیں۔ یہ آنے والے انتخابات انشاءاللہ پاکستان کی تاریخ کے دسویں انتخابات ہوں گے۔ پہلے بالغ رائے دیہی یعنی adult franchise کی بنیاد پر الیکشن1970 میں ہوئے تھے۔ اس کے بعد دوسرے انتخابات 1977 میں ہوئے تھے، پھر 1985 میں ہوئے، پھر 1988 میں ہوئے،پھر 1990 میں ہوئے،پھر 1993 میں، 1997 میں، 2002 اور پھر 2008 میں انتخابات ہوئے۔ پاکستان کی پہلی ووٹر لسٹ غالباً 1951 میں صوبائی انتخابات کے لیے تیار کی گئی تھی اور اُس وقت ووٹر کے لیے عمر کی شرط اکیس سال تھی۔ 1951 اور 1970 کے درمیان کئی انتخابی فہرستیں بنانے کی کوشش کی گئی جن کی تفصیل میں اس وقت جانا کوئی بہت زیادہ ضروری نہیں ہے، ہم چونکہ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ہونے والے انتخابات کے reference سے بات کریں گے، اس لیے نتخابات کے لیے جو پہلی انتخابی فہرست مرتب ہوئی وہ 1970 کے انتخابات کے لیے تھی۔ 1973 میں پاکستان کاموجودہ دستور منظور کیا گیا۔ اس دستور کے مطابق پہلی ووٹر لسٹ 1974 میں بنی یعنی1970 میں بھی ایک ووٹر لسٹ تھی اور 1974 پھر ایک نئی ووٹر لسٹ بنی جو joint electorate کی بنیاد پر تھی، یعنی اس سے پہلے مسلمانوں اور غیر مسلموں کی ووٹر لسٹ الگ الگ بنتی تھی اور الیکشن بھی الگ الگ ہوتے تھے لیکن 1974 میں یہ پہلی مرتبہ joint electorate list بنائی گئی۔

اب میں یہ ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ لسٹ کے لیے دستور اور قانون میں کیا provisions ہیں جن کا آپ کو علم ہونا چاہیے۔آئین کا Article 219 الیکشن کمیشن کا فرض بناتا ہے کہ وہ انتخابی فہرستیں بنائے اور ہر سال ان انتخابی فہرستوں کی revision بھی کرے یعنی تجدید کرے۔ اٹھارویں ترمیم سے پہلےیہ ذمہ داری Chief Election Commissioner کی تھی لیکن اب اٹھارویں ترمیم کے بعد یہ صرف Chief Election Commissioner کی نہیں ہے بلکہ Election Commission کی collective ذمہ داری ہے۔ اٹھارویں ترمیم سے پہلے جو بہت سی ذمہ داریاں Chief Election Commissioner کے لیے تھیں، اب پورے الیکشن کمیشن کو ان کا ذمہ دار بنا دیا گیا ہے۔ یہی صورت حال Article 219 کی ہے کہ اب اس میں پورے الیکشن کمیشن کو ذمہ دار بنایا گیا ہے کہ وہ نہ صرف انتخابی فہرستیں بنائے بلکہ ان کو ہر سال revise and update بھی کرے۔ دستور تو بنیادی قانون ہوتا ہے جو بعض اوقات چیزوں کو پوری تفصیل سے بیان نہیں کرتا بلکہ ان تفصیلات کو طے کرنے کے لیے عام قوانین بنائے جاتے ہیں۔ 1974 میں انتخابی فہرستوں کے لیے ایک قانون بنایا گیا جسےElectoral Rolls Act 1974 کہا جاتا ہے۔ بعد میں پھر اس میں amendments ہوتی رہیں لیکن جس original تاریخ پر جو بھی قانون منظور ہوتا ہے عموماً اسی reference سے اس قانون کو یاد کیا جاتا ہے، جسے مجریہ کہا جاتا ہے یعنی جاری اس سال میں ہوا تھا۔ انتخابی فہرستوں کا قانون مجریہ1974 بنیادی طور پر ایک قانون ہےجس کی بنیاد پر انتخابی فہرستیں بنتی ہیں۔ 2000 میں ایک ordinance کے ذریعےاس میں amendment بھی کی گئی کیونکہ آپ کو معلوم

ہے کہ 2000 میں ایک فوجی حکومت تھی اور اس فوجی حکومت کے دور میں پارلیمنٹ نہیں تھی تو Act of Parliament تو نہیں ہو سکتا تھا لہٰذا اس وقت کی فوجی حکومت جس نے یہ اختیار حاصل کر لیا تھا کہ وہ قانون بنا سکتی ہے اور دستور میں بھی ترامیم کر سکتی ہے، انہوں نے ایک ordinance کے ذریعے 27th September, 2000 کو اس قانون میں بھی ترمیم کی۔ 1974 میں جب یہ قانون بنا تو مزید تفصیلات طے کرنے کے لیے کچھ rules بنائے گئے یعنی ایک دستور کی دفعہ ہے، پھر اس کے بعدقانون ہے اور پھر کچھ قوائد ہیں یعنی Constitution, law and rules, یہ قوانین کی درجہ بندی ہے، سب سے اہم ترین چیز دستور ہے، اس کے بعد قانون اور پھر قوائد آتے ہیں۔ الیکشن کمیشن صدر مملکت کی منظوری سے قوائد خود بناتا ہے اور یہ منظوری تقریباً ایک رسمی سی منظوری ہوتی ہے لیکن قانون پارلیمنٹ بناتی ہے، دستور بھی پارلیمنٹ ہی بناتی ہے اور اس میں ترمیم بھی پارلیمنٹ ہی کرتی ہے۔

ابھی تک ہم نے 1970 and 1974 کی انتخابی فہرستوں کی بات کی ہے لیکن اس کا سفر آگے بھی چلتا ہے جب 2002 میں فوجی حکومت نے انتخابات کروانے کا فیصلہ کیا تو اس وقت ایک نئی انتخابی فہرست بنی۔ الیکشن کمیشن نے اس انتخابی فہرست کو بنانے کا کام NADRA کے سپرد کیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ 1998 میں مردم شماری ہوئی تھی اور اس census میں جو forms اکٹھے ہوئے تھے، ان forms کی بنیاد پر یہ انتخابی فہرست بنائی گئی جس کا استعمال 2001 and 2002 میں آپ کو معلوم ہے کہ مختلف مرحلوں میں مقامی حکومتوں کے انتخابات بھی ہوئے تھے، یہ انتخابی فہرستیں مقامی حکومتوں کے الیکشن میں استعمال ہوئیں اور پھر 2002 کے عام انتخابات میں بھی استعمال ہوئیں۔ اس کی verification کے لیے کوئی door to door کام نہیں کیا گیا صرف 1998 کے census کا جو data تھا، اسی کی بنیاد پر NADRA نے کچھ تھوڑی سی effort کر کے ایک انتخابی فہرست بنا دی۔ اس میں 71.86 million voters تھے یعنی سات کروڑ اٹھارہ لاکھ اور کچھ ہزار ووٹر اس لسٹ میں تھے جو 2002 کے انتخابات کے لیے NADRA نے بنائی تھی۔ آپ کو معلوم ہے کہ 2002 کے انتخابات میں پہلا موقع تھا جب ووٹروں کی عمر کم کی گئی تھی، اس سے پہلے ووٹر کی عمر اکیس سال تھی جو پہلی مرتبہ کم کر کے اٹھارہ سال کر دی گئی تھی اور یہ international trend کے مطابق تھا۔ اس وقت تک دنیا کے بہت سارے ممالک میں ووٹر کی عمر اکیس سال سے کم کر کے اٹھارہ سال کر دی گئی تھی۔ یہ ایک فوجی حکومت کے دور میں ہوا لیکن یہ ایک اچھا فیصلہ تھا اس لیے بعد میں آنے والی جمہوری حکومتوں نے بھی اس فیصلے کو قائم رکھا۔ اٹھارہ سال کی requirement ہونے کی وجہ سےظاہر ہےووٹروں کی تعداد بڑھ گئی اور تقریباً ساڑھے پانچ ملین یعنی پچپن لاکھ ووٹر بڑھ گئے۔

2002 کی ووٹر لسٹ کے بارے میں کہا گیا کہ یہ computerized voter list ہے لیکن حقیقت میں یہ اس حد تک تو computerized voter list تھی کہ جس طرح اگر آپ کمپیوٹر پر بیٹھ کر word processing کر رہے ہوں، کوئی چیز type کرلیں اور چونکہ یہ چیز آپ نے کمپیوٹر پر type کی ہو، اس لیے آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ computerized ہے لیکن computerized کا پڑھے لکھے لوگ یہ معنی لیتے ہیں کہ اس میں کچھ ایسے features ہوں گے جن سے آپ اس کی غلطیوں کو، duplication کو check کر سکیں، 2002 کے انتخابات میں استعمال ہونے والی ووٹر لسٹ میں ایسا کوئی انتظام نہیں تھا۔ اس لیے اس میں بے شمار multiple entries تھیں

یعنی ایک ووٹر کا کئی کئی جگہوں پر درج تھا اور ہم نے ایک ووٹر کا نام count کیا تو پتا چلا کہ مختلف poling stations پر اس کا نام 27 مرتبہ بھی درج تھا۔ اس لیے اس لسٹ میں ان duplications کو نکالنے کا کوئی طریقہ نہیں تھا۔ الیکشن کمیشن بھی اس لسٹ سے بہت زیادہ خوش نہیں تھا اور بعد میں انہوں نے بہت زیادہ شکایات بھی کیں۔ اسی وجہ سے 2005 میں الیکشن کمیشن نے طے کیا کہ ہم پھر سے ایک نئی لسٹ بناتے ہیں کیونکہ یہ جو لسٹ بنائی گئی تھی، ان کے خیال میں ناقص تھی۔ میں انگریزی میں جسے mean statement کہتے ہیں وہ دینے لگا ہوں، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں کسی کی نیت پر شک کر رہا ہوں لیکن عام طور پروہ تمام لوگ جو پیسے بنانا چاہتے ہیں ان کی خواہش ہوتی ہے کہ construction کا بہت کام ہو،اگر کوئی بنی ہوئی بلڈنگ بھی ہے تو اس میں تھوڑی سی ترمیم کر کے اسے استعمال کرنے کے بجائے یہ کوشش کی جائے گی کہ ایک نئی بلڈنگ بنائی جائے کیونکہ نئی بلڈنگ بنانے کا مطلب یہ ہےکہ زیادہ پیسے خرچ ہوں گے اور پھر ان میں سے پیسے خردبرد کرنے کے امکانات بھی زیادہ ہوں گے۔ اس لیے ہمیشہ جو corrupt machinery ہوتی ہے، اس کی خواہش اور کوشش ہوتی ہے کہ ایسے کام کیے جائیں جن میں زیادہ پیسے خرچ ہوں، اس میں ملک کا تو دیوالیہ ہو جاتا ہے لیکن کچھ individuals کو فائدہ ہوتا ہے۔ اس لیےجب آپ کوئی بڑیamount spend ہوتے دیکھیں تو آپ خبردار ہوجائیں ، ضروری نہیں کہ ایسا ہو لیکن امکان ہو سکتا ہےکہ اس میں سے پیسے خرد برد کیے جائیں گے۔ جب باربارنئی ووٹر لسٹ بنانے کی بات ہوتی تھی تو اس کے پیچھے یہ شک موجود ہے چونکہ یہ ایک بہت بڑی exercise ہوتی ہے، بہت زیادہ پیسےخرچ ہوتے ہیں۔ 2005 میں دوبارہ ایک نئی انتخابی فہرست بنانے کا کام شروع ہوا - 2002 کے لیے میں نے عرض کیا تھا کہ یہ 1998 کے census کے data کو ہی استعمال کیا گیا تھا، گھر گھر جا کر data اکٹھا نہیں کیا گیا تھا لیکن2005 میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ اب ہم ایک ایک گھر میں جا کر voters کو verify کریں گےاور اگر اس میں کوئی تبدیلی ہے تو اسے بھی incorporate کریں گے۔ اس پر تقریباً ایک بلین خرچ کرنے کا پروگرام تھا، شاید اس سے کچھ زیادہ ہی خرچ ہوا ہو گا لیکن کم از کم ایک بلین تو خرچ ہوا ہو گا۔

آپ کو معلوم ہے کہ NADRA کے پاس تمامadult لوگوں کا data موجود ہوتا ہے۔ جو لوگ شناختی کارڈ بنواتے ہیں، ان کا data NADRA کےپاس محفوظ ہوجاتاہے۔ لہٰذا اگر کوئی بھی شخص بالغ لوگوں کی فہرست بنانا چاہے تو وہ NADRA سے بات کرے گا اور اسےupdate کر لے گا۔ آپ حیران ہوں گے کہ 2005 میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ NADRA کے database کو نہیں لینا اور بالکل نئے سرے سے parallel ایک نئی مشق کرنی ہے۔ یہ اتنی عجیب بات ہے جسے دیکھیں تو حیرانی ہوتی ہے کہ لیکن آج تک اس کی کوئی تحقیق یا inquiry نہیں کی گئی کہ آخر اتنی بےوقوفانہ بات اور ملک کے لیے اتنی مہنگی exercise کیوں کی گئی؟ ہم نے کئی مرتبہ یہ مطالبہ کیا کہ اس پر inquiry ہونی چاہیےکہ کن لوگوں نے یہ فیصلہ کیا۔ میں ذاتی طور پر NADRA کے اُس وقت کے چیئرمین سے ملا تھا، انہوں نے کہا تھا کہ جب 2005 میں انتخابی فہرستیں بننے کا کام شروع ہوا تو الیکشن کمیشن نے computerize electoral rolls بنانے کے لیے bids طلب کیں، مختلف companies نے اُس bid میں حصہ لیا۔ NADRA کے چیئرمین نے بتایا کہ ہم بھی اس میں bid کرنا چاہتے تھے کیونکہ ہمارے پاس تو یہ data پہلے سے ہی موجود تھا اور ہماریbid بہت low cost ہوتی، اس لیے کہ ہمیں

زیادہ محنت کرنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن اُس وقت ملک کی سب سے بڑی طاقتور شخصیت جس کا انہوں نے نام نہیں لیا لیکن آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ کون ہوں گے، اس شخصیت نے انہیں منع کر دیا کہ وہ اس bid میں حصہ نہ لیں کیونکہ جب آپ bid کریں گے تو وہ low cost ہو گی تو پھر پیسے خردبرد کرنے کا امکان کم ہو گا،یعنی یہ ایک نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ میں یہ باتیں اس لیے کر رہا ہوں کہ آپ کو علم ہونا چاہیے کہ پاکستان کے ساتھ کتنے بڑے پیمانے پر بڑے بڑے اداروں اور بڑی بڑی شخصیات نےزیادتیاں کیں ہیں۔ اس لیے ہمیں اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھنے چاہییں اور چیزوں کو غور سے دیکھنا چاہیے، خواہ مخواہ شک کا اظہار نہیں کرنا چاہیے، ناجائز الزام بھی نہیں لگانا چاہیے لیکن حقائق تک پہنچنے کی کوشش ضرور کرتے رہنا چاہیے۔ اس لیے NADRA اس bid میں شامل نہیں تھا۔

پہلے یہ طے کیا گیا تھا کہ computerized I.D. Card اس وقت تک جاری ہو چکے تھے، یہ شرط ہو گی کہ جس کا بھی نام انتخابی فہرست میں درج ہو گا ، اس کے پاس یہ شناختی کارڈ ہونا لازمی ہے۔ پھر جب دیکھا گیا کہ بہت کم لوگوں کو computerized I.D. Card جاری ہوئے ہیں تو الیکشن کمیشن نے کہا کہ پرانےشناختی کارڈ جو اُس وقت تک منسوخ ہو چکے تھے، جنہیں national I.D. Card کہا جاتا تھا، جن کے پاس یہ کارڈ ہوں گے، وہ بھی voter list میں شامل ہوں گے۔ جب یہ لسٹ بنی تو اس کی قانونی requirement ہوتی ہے کہ پہلے draft list جاری کی جاتی ہے اور اکیس دنوں تک اسے display کیا جاتا ہے تاکہ اگر کسی کا بھی کوئی اعتراض ہے، اس میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو لوگ اس پر اعتراض کر سکیں۔ جونہی یہ list سامنے آئی تو ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا چونکہ 2002 کیlist کےمقابلے میں 2007 کی لسٹ میں 27% voters کی کمی ہو گئی تھی، بجائے اس کے کہ اتنے عرصے میں ووٹروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا لیکن 2002 میں approximately 71 million voters سےکم ہو کر 2007 میں 52 million ہو گئے، یہ بڑی عجیب بات تھی اور اس پر بہت شور مچا کہ ایسا کیوں ہوا؟ اس میں ہم نے ایک research کی اور ہم نے ایک paper "the state of electoral rolls in Pakistan" کے نام سے اسے publish بھی کیا جسے آپ website پر دیکھ سکتے ہیں۔ اس میں ہم نے calculate کیا کہ تھا کہ خواتین کے ووٹ2002 کے مقابلے میں زیادہ کم ہوئے ، مردوں کے ووٹ بھی کم ہوئے ہیں لیکن خواتین کے ووٹ ان کے مقابلے میں کئی زیادہ کم ہوئے ہیں، over 27% یعنی 1/3rd کے قریب ووٹر کم ہو گئے۔ اس وقت پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹونے اس نئی ووٹر لسٹ کو سپریم کورٹ میں challenge کیا اور ہم نے بھی سپریم کورٹ سے درخواست کی کہ ہم بھی اس مقدمے کے فریق بننا چاہتے ہیں کیونکہ ہم بھی کچھ حقائق سامنے لانا چاہتے ہیں اور پھر PILDAT بھی اس مقدمے میں ایک فریق کے طور پر پیش ہوا۔ ہمارے وکیل شاہد حامد صاحب تھے جو پنجاب کے سابق گورنر ہیں،وہ سپریم کورٹ کے وکیل ہیں، وہ ہماری طرف سے پیش ہوئے اور انہوں نے بھی اس کے flaws کو point out کیا۔

اگرچہ یہ ایک بڑی ناقص لسٹ تھی لیکن سارے احترام کے باوجود سپریم کورٹ نے اسے درست کرنے کے لیے جو احکامات جاری کیے اور جو طریقہ کار بتایا، اس سے یہ لسٹ اور بھی خراب ہوگئی۔ انہوں نے کہا کہ 2002 کی اور 2007 کی لسٹوں کوcompare کیا جائے او ر2002 کے موجود ووٹر اب2007 کی لسٹ

میں نہیں ہیں، انہیں identify کرکے اس لسٹ میں شامل کیا جائے۔ چنانچہ ایک ایسی لسٹ وجود میں آئی جس میں81.10 million voters موجود تھے لیکن بعد میں پتا چلا کہ یہ انتہائی ناقص ووٹر لسٹ تھی، جس میں ایک ایک ووٹر کا نام کئی کئی جگہوں میں درج تھا۔ بعد میں پتا چلا کہ اس میں 46% unverified votes تھے لیکن بہرحال یہی ووٹر لسٹ تھی جس کی بنیاد پر 2008 کے انتخابات ہوئے۔ 2007 کی لسٹ بھی computerize نہیں تھی، وہ بھی ایسے computerize تھی کہ اسے computer پر type کیا گیا تھا۔

2008 کے انتخابات کے بعد الیکشن کمیشن نے ایک مرتبہ پھر یہ فیصلہ کیا کہ وہ ایک نئی ووٹر لسٹ بنائیں گے۔ چنانچہ ایک نئی ووٹر لسٹ کی تیاری کا کام شروع ہوا لیکن اس مرتبہ چند صحیح بنیادی فیصلے کیے گئے، جن کی تحسین کی جانی چاہیے۔ اس میں پہلا فیصلہ یہ تھا کہ انہوں نے کہا کہ ہم NADRA سے collaboration کریں گے اور NADRA کے database کو starting point کے طور پر use کریں گے۔ اس سے پہلے جب یہ لسٹ 2007سپریم کورٹ میں چیلنج ہوئی تھی تو اس وقت ملک میں جو computerized I.D. Card جاری ہوئے تھے، اس بارے میں اندازہ تھا کہ تقریباً60% of the adult population کو یہ شناختی کارڈ جاری ہو چکے تھے، یعنی 40% population اب بھی ایسی تھی جس کے پاس یہ شناختی کارڈ نہیں تھے۔ اس لیے اگر اس شناختی کارڈ کی شرط لگا دی جاتی تو پھر شاید 40% جو کہ ایک بہت بڑی تعداد ہے، وہ ووٹ دینے اور ووٹر کے طور پر register ہونے سے رہ جاتی۔ چنانچہ جب سپریم کورٹ نے اسrequirement کو cancel کیا تو اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اتنی بڑی تعداد کے پاس یہ شناختی کارڈ موجود ہی نہیں تھے لیکن 2008 کے بعد دو تین ایسے کام ہوئے جن کی وجہ سے ووٹر لسٹ میں شناختی کارڈ رکھنے والے لوگوں کو شامل کرنا ممکن ہو سکا، ان میں دو اقدامات ایسے تھے جن کی تعریف کی جانی چاہیے، ایک تو موجودہ حکومت نے جس کے اُس وقت وزیراعظم یوسف رضا گیلانی صاحب تھے، ہمارا بھی اور بہت سے دوسرے لوگوں کا بھی مطالبہ تھا کہ اگرچہ شناختی کارڈ بنانے کے لیے fee کی ضرورت ہوتی ہے، وہ کوئی بہت زیادہ نہیں تھی لیکن اس ملک کی40% کے قریب آبادی ایسی ہے جو سطح غربت سے نیچے رہتی ہے، وہ لوگ جو اللہ کے فضل سے غربت سے بچے ہوئے ہیں، وہ ان کی غربت کا اندازہ نہیں کرسکتے کہ وہ لوگ غربت کے کس مقام پر ہوتے ہیں، ان کے لیے شناختی کارڈ بنوانے لیے لیے یہ دس بیس بھی خرچ کرنا ایک ایساexpense ہے جو وہ incur نہیں کر سکتے اور وہ سوچتے ہیں کہ یہ غیر ضروری ہے۔ اگر روٹی کھانی ہو اور شناختی کارڈ بنوانا ہو تو ظاہر ہے ایک بھوکھا شخص پہلے روٹی کھائے گا، شناختی کارڈ نہیں بنوائے گا اور پھر شناختی کارڈ بنوانے کی ضرورت ان لوگوں کو پڑتی ہے جنہوں نے bank account کھولنا ہے، جنہوں نے کوئی کاروبار کرنا ہے، جنہوں نے پاسپورٹ بنوانا ہے، ایک عام غریب آدمی کو زندگی کے بنیادی مسائل سے فرصت نہیں ہوتی، اس کے لیے شناختی کارڈ کا کوئی استعمال بھی نہیں ہوتا۔ حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ شناختی کارڈ free of cost ہو گا اور یہ ایک اچھا فیصلہ تھا جس کی بنیاد پر شناختی کارڈ کے اجراء میں اضافہ ہوا۔

اس حکومت نے اُس زمانے میں ایک safety net programme شروع کیا جسے بعد میں Benazir Income Support Programme کا نام دیا گیا۔ اس میں غریب لوگوں کو جو poor of the poorest تھے، انہیں ایک ہزار رو پیہ مہینہ امداد دینے کا programme introduce کروایا گیا اور اس programme میں کے بارے میں کہا

گیا کہ یہ امداد غریب گھرانوں کو اس صورت میں ملے گی اگر ہر گھرانہ اپنی ایک خاتون کو nominate کرے گا، اس کے behalf پر ایک خاتون اور بشرطیکہ کہ وہ خاتون اپنا شناختی کارڈ بنوا لے۔ اس طرح غریب لوگوں میں اور خاص طور پر خواتین میں شناختی کارڈ بنوانے کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا۔ یہ دو اقدامات ایسے تھے جن کی وجہ سے بالغ آبادی میں شناختی کارڈ بنانے کی 2002میں60% percentage تھی، وہ 2009 میں 90% کے قریب پہنچ گئی، یعنی adult population کی تقریباً 90% تعداد computerized I.D. Card حاصل کر چکی تھی۔ اب یہ ممکن ہو سکا کہ پاکستان کی پارلیمنٹ یہ قانون بنائے اور یہ بہت اہم قانون تھا کہ اگر آپ نےاپنے آپ کو بطور ووٹر register کروانا ہے یا آپ نے اپنا ووٹ ڈالنا ہے تو اس کے لیے لازمی ہے کہ آپ کے پاس computerized I.D. Card ہو لیکن چونکہ 90% لوگ ووٹر لسٹ کے لیے qualify ہو چکے تھے، لہٰذا یہ قانون سپریم کورٹ میں چیلنج بھی نہیں ہوا اور پورے ملک میں یہ accept بھی ہو گیا کہ ایک بڑی تعداد کے پاس یہ شناختی کارڈ موجود تھا۔ اس وقت سے لے کر اب تک ہماری آبادی بھی مسلسل بڑھ رہی ہے، بالغ آبادی بھی مسلسل بڑھ رہی ہے لیکن میرے خیال میں computerized I.D. Card جاری کرنے کی رفتار آبادی میں اضافے کی رفتار سے زیادہ ہے، اس لیے یہ population 91% شاید بڑھ کر کچھ زیادہ ہو چکی ہو گا، کتنی زیادہ ہوئی ہے، یہ چیز واضح نہیں ہے، NADRA نے ایکpoint پر یہ چیز claim کی تھی کہ 96% population کو شناختی کارڈ جاری ہو چکے ہیں لیکن چونکہestimated population کی بنیاد پر ہوتا ہے کہ بالغ آبادی کتنی ہے، اس کی تعداد تو معلوم نہیں ہوتی، اس کے لیے estimate کیا جاتا ہے، لہٰذا roughly کہا جاتا ہے کہ تقریباً 95% کے قریب آبادی کو شناختی کارڈ جاری ہو چکے ہیں۔ اب چونکہ یہ نئی انتخابی فہرست جس کا آغاز 2008 میں کیا گیا تھا اور جس کی 2012 تکمیل کو ہوئی، اس کے اندر وہ تمام لوگ جن کو شناختی کارڈ جاری ہو چکے تھے، وہ automatically اس list میں شامل ہو گئے ہیں۔ اسی لسٹ میں 2002 کی لسٹ میں جو 46% ایسے لوگ تھے جن کے پاس computerized I.D. Card نہیں تھے، ان کے بارے میں کہا گیا کہ وہ invalid entries تھیں۔ اب invalid کا مطلب یہ نہیں ہےکہ یہ کوئی فراڈ ہوا تھا، یا یہ bogus voters تھے جیسے عام طور پر کہہ دیا جاتا ہے کیونکہ اس وقت یہ شرط ہی نہیں تھی کہ اگر آپ کے پاس computerized I.D. Card ہوں گے تو آپ کا نام ووٹر لسٹ میں درج ہو گا، لہٰذا اس میں بہت سے ایسے ووٹرز شامل تھے جن کے پاس computerized I.D. Card نہیں تھا تو نئے قانون کے مطابق وہ invalid entries تھیں لیکن وہ bogus voters نہیں تھے، وہ وجود رکھتے تھے لیکن ان کے پاس computerized I.D. Card نہیں تھے۔

قصہ مختصر یہ کہ انہیں electoral rolls 2012 کہا جاتا ہے، اس کے مطابق84 million سے زائد ووٹرز ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ 2002 میں 81 million voters تھے۔ اصولاً تو اب بہت زیادہ ہوجانے چاہییں تھے اگر 81 million voters کی تعداد صحیح ہوتی لیکن چونکہ اس میں بہت سے voters duplicate تھے اور اب یہ شرط ہو گئی ہے کہ computerized I.D. Card کے بغیرentry نہیں ہو سکتی تو یہ اضافہ اتنا زیادہ نہیں ہے، یہ 84 million کی ووٹر لسٹ ہے، اگر آپ الیکشن کمیشن کی website دیکھیں تو وہاں اس کی تفصیلات دی گئی ہیں۔ اس میں آپ کے interest کی بات یہ ہے کہ 18 to 35 years کا جو age group ہے، وہtotal electoral rolls کاایک huge proportion ہے، یعنی total votes voters 47% میں18 to 35 کی عمر کے لوگ ہیں۔ ہم 29 exactly 18 to کی تعداد

معلوم نہیں ہے کیونکہ الیکشن کمیشن نے اس کو اس طرح سے compute نہیں کیا ورنہ میں آپ کو بتا سکتا کہ آپ کا age group کتنے فیصد ہے لیکن خیال کیا جانا چاہیے کہ آپ کی age group کے لوگ 40% کے لگ بھگ electoral rolls میں ہوں گے جو کہ ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ انتخابی مہم میں نوجوانوں کے کردار پر خاص طور پر بہت گفتگو ہوتی ہے۔ اس لیے آپ کو اپنی strength کا احساس ہونا چاہیے۔

2012 کے electoral rollsمیں 2007 کے electoral rolls کے مقابلے میں بہت زیادہ تبدیلی آئیں۔ اس میں چند دلچسپ باتیں میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں ووٹرز کی تعداد 2007 کے مقابلے میں8% بڑھی لیکن سندھ میں ووٹرز کی تعداد تقریباً 7% کم ہو گئی۔ خیبر پختونخوا میں ووٹرز کی تعداد12% بڑھ گئی اور سب سے زیادہ کمی بلوچستان میں آئی جہاں 22% ووٹرز کی تعداد کم ہوئی اور سب سے زیادہ جس علاقے میں ووٹرز کی تعداد میں اضافہ ہوا وہ فاٹا کا علاقہ ہے جہاں voters 31% کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ اسلام آباد کے علاقے میں بھی یہ اضافہ25% second largest تھا، 2007 کے مقابلے میں 2012 میں ایک چوتھائی تعداد بڑھ گئی۔ Overallاگر 2007 سے2012 کی لسٹ کا اگر تقابلی جائزہ لیا جائے تو یہ تقریباً increase 4% ہے اور یہ کوئی بہت زیادہ increase نہیں ہے لیکن صوبوں میں یہ increase بہت vary کرتی ہے کیونکہ کچھ صوبوں میں بہت کم ہوئی، کچھ صوبوں میں بہت زیادہ ہوئی، اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ کچھ صوبوں میں پرانے شناختی کارڈ یا پرانی لسٹوں میں غلطentries بہت زیادہ تھیں، اگر یہ بات مان لی جائے تو بلوچستان میں یہ invalid entries سب سے زیادہ تھیں اور اسی طرح کچھ صوبوں میں کم اور کچھ صوبوں میں زیادہ تھیں تو اسی وجہ سے یہ variation آئی ہے۔ 2011 میں اس لسٹ کو مکمل ہونا تھا لیکن actually July 2012 میں مکمل ہوئی اور اگرچہ انہیںtechnically final electoral rolls کہا جاتا ہے لیکن یہ electoral rolls continuously change ہوتے رہیں گے جب تک الیکشن کی تاریخ کا اعلان نہیں ہو جاتا۔ اس وقت بھی جب ہم گفتگو کر رہے ہیں یہ electoral rolls open ہیں، یہ subject to change ہیں۔ آپ electoral rolls کو دیکھ سکتے ہیں، اگر آپ کا نام اس میں موجود نہ ہو تو اور آپ کو معلوم ہے کہ اب تو sms system بھی آگیا ہے، آپ اپنے شناختی کارڈ کا نمبر feed کر کے8300 پر send کریں تو آپ کو تھوڑی دیر میںsms آجاتا ہے کہ آپ کا ووٹ اس جگہ درج ہے اور verify ہو جاتا ہے کہ آپ ووٹر ہیں۔ اگر آپ کو sms نہ آئے یا آپ physically جا کر voter list کو دیکھیں کہ آپ کا نام نہیں ہے تو پھر کو objection کرنے کا حق حاصل ہے، آپ ایک form fill کریں، اپنے آپ کو بطور ووٹر درج کروائیں یا آپ کا ووٹر لسٹ میں نام تو درج ہے لیکن وہ اس جگہ درج نہیں ہے جہاں actually آپ رہتے ہیں اور جہاں آپ ووٹ کا حق استعمال کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے بھی ایک فارم ہوتا ہے اسے fill کریں اور اپنے نا م کو بطو ووٹر صحیح جگہ درج کروائیں۔ یہ آپ کے لیے open ہے۔ اس وقت گفتگو کرنے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ آپ نہ صرف خود اس بات کا اہتمام کریں کہ آپ کا نام ووٹر لسٹ میں درج ہو بلکہ آپ اس بات کا بھی اہتمام کریں کہ آپ کی فیملی، آپ کے جاننے والے، آپ کی community اور وہ لوگ جو پڑھے لکھے نہیں ہیں، جنہیں اپنا نام ووٹر لسٹ میں درج کروانے کے لیے مشکل پیش آسکتی ہے، ان کے لیے make sure کریں کہ ان کا نام ووٹر لسٹ میں درج ہو جائے۔ صرف نام درج ہوجانا ہی کافی نہیں ہے، آپ یہ بھی اہتمام کریں کریں اس عرصے میں وفات پا گئے ہوں، ان کا نام ووٹر لسٹ سے خارج کروا دیں، اس کے لیے بھی

ایک فارم ہے۔ اگر آپ کے جاننے والوں میں، رشتے داروں میں جو لوگ فوت ہو گئے ہوں کیونکہ جو لوگ فوت ہو گئے ہیں اور ان کا نام ووٹر لسٹ میں موجود ہے تو اس طرح ایک potential abuse کا راستہ کھلتا ہے کہ لوگ ان کے نام پر جعلی ووٹ ڈال سکتے ہیں۔ اس لیے بطور شہری کے آپ کی یہ بھی ایک duty ہے کہ آپ ووٹر لسٹ کو بہتر کرنے میں مدد دیں۔

اب میں آخر میں جلدی جلدی دو باتیں کرنا چاہتاہوں۔ ایک تو یہ کہ موجودہ انتخابی فہرست ماضی کی کسی بھی ووٹر لسٹ کے مقابلے میں امید ہے کہ نسبتاً بہت بہتر ہو گی، اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی مرتبہ واقعی یہ ایک computerized voter list ہے، یعنی یہdatabase ہے۔ شناختی کارڈ کا نمبر ہے ، یہ آپ کے پاس unique identifier ہے۔ اب ایک ووٹر کا نام ایک سے زیادہ مرتبہ درج ہی نہیں ہو سکتا۔ جونہی کسی کے شناختی کارڈکا نمبر enter کریں گے تو ووٹر لسٹ alert دے دے گی کہ یہ نمبر already موجود ہے۔ اس لیے یہ ایکcomputerized voter list ہےunless کوئی آدمی دو شناختی کارڈ بنوا لے اور اس طرح کے cases ہیں لیکن بہت کم ہیں۔ اس میں چونکہ NADRA کو include کیا گیا ہے اور NADRA کی reportedly list ہے، اس میں بہت سے safety features ہیں تو اس لیے خیال کیا جاتا ہے کہ اس ووٹر لسٹ میں بھی وہ safety features موجود ہیں،duplicate نہیں ہیں،ایک اور feature add کیا گیا ہے کہ اب ہر ووٹر لسٹ میں ووٹر کی تصویر بھی شامل ہے۔ Except وہ لوگ جو ہمارے system میں چونکہ ہمارے ہاں خواتین کو exemption حاصل ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اپنی تصاویر نہ دیں تو ان کے علاوہ جن جن کی تصویر شناختی کارڈ بنوانے کےسلسلے میں موجود ہے، ان سب کی تصاویر اس ووٹر لسٹ میں بھی ہو گی۔ اس کا مطلب یہ ہےکہ جس دن ووٹ ڈالنے کے لیے ایک ووٹر آئے گا، اس کی identification Presiding Officer کے لیے آسان ہو جائے گی۔ وہ اس کی تصویر کو دیکھے گا، اسے دیکھے گا، ویسے تو اب شناختی کارڈ لانا لازمی ہے۔ اس لیے اب یہ ووٹر لسٹ پہلے سے کئی زیادہ بہتر ہے۔ چند ایک issues بہرحال موجود ہیں۔ ایک تو یہ چیز کہ 1998 میں census ہوئی تھی اور نئی census 2008 میں ہونا تھی، بدقسمتی سے وہ نہ ہو سکی۔ نئی ووٹر لسٹ کو نئی مردم شماری کی بنیادپر بننا چاہیے تھا لیکن چونکہ مردم شماری نہیں ہوئی لہٰذا یہ ووٹر لسٹ بھی مردم شماری کےمطابق نہیں ہے۔

کراچی میں کچھ سیاسی پارٹیوں کی طرف سے یہ الزام عائد کیا گیا کہ ووٹر لسٹ میں دو بنیادی خرابیاں ہیں، ایک تو یہ کہ جن لوگوں سے رابطہ نہیں ہو سکا تھا، ان کے permanent address پر ووٹ درج ہو گئی ہے۔ اب چونکہ کراچی میں بہت بڑی تعداد میں ایسے لوگ موجود ہیں جو کراچی کے مستقل رہنے والے نہیں ہیں، وہ دوسرے علاقوں سے آکر وہاں بس گئے ہیں، ان میں پٹھان، بلوچی، پنجابی اور دوسرے بھی لوگ شامل ہیں، وہ کئی سالوں سے کراچی میں رہائش اختیاررکھے ہوئے ہیں اور ووٹ بھی وہیں ڈالیں گے لیکن اس فیصلے کی وجہ سے ان کے نام ان کے آبائی شہروں مثلاً مردان، نوشہرہ، لاہور، رحیم یار خان میں درج ہو گئے، اس وجہ سے لوگوں نے بہت احتجاج کیا کہ ہم ووٹ ڈالنے نہیں جاسکیں گے۔ اب سپریم کورٹ نے order کیا ہے کہ کراچی میں دوبارہ door to door verification کی جائے اور ابھی door to door verification کا process ہوا ہے، اس میں پھر کچھ سیاسی جماعتوں کو اعتراض ہے لیکن ابھی اس کے نتائج آنا باقی ہیں، شاید چند دنوں میں کراچی کی revised voter list آجائے گی تو پھر پتا چلے گا کہ یہ کتنی درست ہے لیکن ایک

اصولی فیصلہ کیا گیاہے کہ permanent address کی بنیاد پر جن لوگوں سے رابطہ نہیں ہوا ہو گا بلکہ وہ موجودہ پتے کی بنیاد پر ووٹر لسٹ بنے گی۔ اس لیے میرےخیال میں یہ issue کسی حد تک درست ہو جائے گا۔

الیکشن کمیشن نے ایک غلطی یہ کی تھی کہ دستور کے مطابق انہوں نے 2009سے annual revision نہیں کی تھی۔ اب یہ نئی لسٹ بننے کے بعد امید ہے کہ annual revision بھی ہو گی اور یہ فہرست مکمل ہو گی۔ معاف کیجیے گا میں نے بہت تفصیل کے ساتھ لمبی گفتگو کی ہے لیکن اگر آپ کے کوئی سوالات ہوں تو میں حاظر ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ، بلال صاحب۔ جناب محمد دانش رضا صاحب۔

جناب محمد دانش رضا: میرے آپ سے دو سوالات ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ نے current voter list میں increase and decrease کی ہے، اس میں یہ بات بھی observe کی گئی ہے کہ کابینہ کے ممبران اور ممبران پارلیمنٹ کی constituencies میں independent candidates کے مقابلے میں ووٹر increase ہوئے ہیں، اس بات میں کہاں تک حقیقت ہے؟ اس چیز کے پیچھے ان کے کیا عزائم ہو سکتے ہیں؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ میں نے کہیں پڑھا تھا کہ ان انتخابات میں finger print technology کو بھی use کیا جائے گا تو اس بات میں کتنی صداقت ہے؟

جناب احمد بلال محبوب: دیکھیں constituency-wise voter list یا ووٹر کی تعداد کو الیکشن کمیشن نے public نہیں کیا ہے، یہ کی جانی چاہیے، ہم نے کئی مرتبہ مطالبہ کیا ہے، انہوں نے district-wise voter list کے statistics public کیے ہیں اور وہ ان کی website پرموجود ہیں۔ اس میں بہت variations ہیں۔ اس میں کچھ districts میں بہتdrastic کمی ہوئی ہے، کچھ اضلاع میں بہت drastic اضافہ ہوا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ کسی فراڈ کی بنیاد پر ایسا ہوا ہے۔ یہ چونکہ computerized I.D. Cards کی بنیاد پر ہوا ہے اور اگر کسی کو اعتراض ہے کہ کسی incumbent minister کی constituency میں ووٹوں کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہو اہے تو اس کے مخالفین کو اس چیز پر اعتراض کرنا چاہیے اور اپنے اعتراضاتfile کرنے چاہییں، انہیں اس بات کا پورا حق ہے لیکن ہمیں خوش گمانی یہی کرنی چاہیے کہ ایسا نہیں ہے۔ اگر کسی کو اعتراض ہے تو اسے challenge کرے لیکن ہمیں یہ مطالبہ بھی کرنا چاہیے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو یوتھ پارلیمنٹ کے platform سے بھی اسے debate کر کے یہ بات convey کریں کہ constituency-wise voter list statistics جاری کیے جائیں تاکہ اس کا 2007 کی لسٹ سے comparison ہو سکے اور آپ کی بات verify ہو کہ کس constituency میں ووٹ بڑھے ہیں لیکن چونکہ اب اس کا تعلق computerized I.D. Card سے ہے لہٰذا میرا نہیں خیال کہ اتنی blatantly فراڈ کیا جا سکتا ہے۔

آپ کا دوسرا سوال درست ہے کہ NADRA database میں ہر database entry کا thumb impression موجود ہے اور ابھی ووٹر لسٹ میں بھی اس کا استعمال ہوا ہے۔ جب preliminary voter list جاری کی گئی تو اس میں اچانک دیکھا گیا کہ کچھ علاقوں میں بہت سی amendments کی درخواستیں آئی ہیں یعنی سندھ کے ایک حلقے سے ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے یہ request کی کہ ہمارا نام بلوچستان کے ایک حلقے میں transfer کر دیا جائے کیونکہ اب ہم وہاں چلے گئے ہیں۔ اس پر جب الیکشن کمیشن نے check کیاتو درخواست

کے لیے لازمی ہے کہ آپ اپنے دستخط کے علاوہ انگوٹھے کا نشان بھی لگائیں گے اور جب انہوں نے انگوٹھے کے نشانات check کیے تو دیکھا گیا کہ ان ہزاروں درخواستوں پر thumb impression کے نشانات صرف چار لوگوں کے تھے یعنی ایک ہی آدمی نے مختلف ناموں سے سینکڑوں درخواستیں دیں اور ان پر انگوٹھے کے نشانات بھی لگا دیے۔ چونکہ NADRA کے پاس finger print technology موجود تھی اور وہ اسے tale کر سکتے تھے اور انہوں نے اُن چار لوگوں کو identify بھی کر لیا، وہ کوئی سکول ٹیچر تھے، جن کے ذمہ یہ چیز لگائی گئی تھی کہ آپ نےاس ووٹر لسٹ کو verify کرنا ہے۔ انہوں نے کچھ influential کےinfluence میں آکر یا لالچ میں آکر یہ forms بھرے اور یہ غلط کام کیا، جسے اب درست کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ NADRA کے پاسfinger print technology موجود تھی۔ اب الیکشن کمیشن کا کہنا ہے اور ابھی تک یہ بات 100% تصدیق نہیں ہو سکی کہ وہ کوئی magnetic ink use کریں گے اور ہر ووٹر ووٹ ڈالتے ہوئے اپنا thumb impression بھی لگائے گا اور اسے verify کیا جاسکے گا۔ کیا فوری طور پر اسی وقت spontaneously یہ verify ہو جائے گا یا بعد میں کیا جائے گا، یہ چیز ابھی واضح نہیں ہے لیکن finger print technology NADRA کے پاس موجود ہے، الیکشن کمیشن کے پاس بھی موجود ہے اور وہ اس کو استعمال کر سکتے ہیں، فوری طور پر نہیں تو تھوڑے عرصے کے بعد ہی پتا چل جائے گا اور پھر وہ الیکشن null and void ہو سکتا ہے۔ لہٰذا امید ہے کہ جو لوگ الیکشن میں فراڈ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں، ان کے لیے یہ ایک deterrent کا کام کرے گا۔

جناب سپیکر: جناب عبدالصمد خان صاحب۔

جناب عبدالصمد خان: جناب والا! میرا سوال یہ ہےکہ there is ambiguity in the voter list so what is the procedure کہ آپ اسے سپریم کورٹ میں challenge کریں گے یا الیکشن کمیشن کے پاس جائیں گے؟ میرے ذہن میں ambiguity ہے کہ یہ ووٹر لسٹ اس constituency کے لیے prepare کی گئی ہے، یہ غلط ہے۔ کیا میں اسے challenge کر سکتا ہوں یا کوئی اور آدمی اسےchallenge کر سکتا ہے؟

جناب احمد بلال محبوب: جی بالکل کرسکتے ہیں۔ آپ کے پاس پہلا step تو الیکشن کمیشن ہی ہے۔ آپ الیکشن کمیشن کے پاس جائیں، وہاں آپ بطور individual بھی جاسکتے ہیں اور سیاسی پارٹیاں زیادہ بہتر position میں ہیں، وہ بھی جاسکتی ہیں۔ اگر الیکشن کمیشن ان کی بات نہ مانے تو اس کی تلافی کے لیے آپ سپریم کورٹ میں بھی جاسکتے ہیں لیکن میرے خیال میں اب الیکشن کمیشن ایک ایسا ادارہ ہے جو پہلے سے کئی زیادہ فعال، پہلے سے کئی زیادہ independent, ہے، اب وہ پہلے سے کئی زیادہ collective decision کرتا ہے تو امید ہے کہ وہ ایسی تمام چیزوں کو address کر سکے گا۔ اگر آپ کو کوئی ایسی چیز پتا چلتی ہے تو آپ فوری طورپر اسے raise کریں، دیر نہ کریں، میڈیا کو بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب یاسر عباس صاحب۔

جناب یاسر عباس: جناب والا! میرے دو سوالات ہیں۔ آگے الیکشن آنے والے ہیں اور پورے پاکستان میں electoral reforms کا process جاری ہے۔ اس میں گلگت بلتستان کو کیوں نظر انداز کیا گیاہے؟ وہاں پر کوئی electoral reforms شروع نہیں کی گئیں۔ وہاں بھی پچھلے الیکشن میں کچھ ایسے cases آئے تھے جیسے

آپ کراچی یا سندھ کی بات کر رہے تھے تو وہاں بھی duplicate votes اور لسٹیں fabricated تھیں۔ آئندہ آنے والے الیکشن کے لیے یہ بات کہی جارہی ہے کہ گلگت بلتستان کی Legislative Assembly کو بھی دوسرے صوبوں کے ساتھ dissolve کیا جائے گا،اس کا مطلب یہ ہوا کہ گلگت بلتستان کے لوگ بھی الیکشن کی طرف جا رہے ہیں۔ ایک چیز یہ کہ ابھی تک انہوں نے اپنا پانچ سال کا tenure مکمل نہیں کیا ہے اور دوسری بات یہ کہ اگر وہ اِنہی الیکشنوں کے ساتھ ہوں گے تو الیکشن کمیشن آف پاکستان نے گلگت بلتستان کی ووٹر لسٹ کی verification کیوں نہیں کی؟ میرا دوسرا سوال regarding people residing outside Pakistan, Election Commission of Pakistan نے کیا procedure بنایا ہے کہ باہر رہنے والے پاکستانیوں کے ووٹ بھی register ہو سکیں؟

جناب احمد بلال محبوب: گلگت بلتستان کے معاملے پر میں معذرت چاہتا ہوں کہ مجھے اس وقت precise position نہیں معلوم لیکن چونکہ گلگت بلتستان کے لوگ بدقسمتی سے اور بڑی unfair بات ہے کہ پاکستان کے الیکشن میں ووٹ نہیں ڈال سکتے اور نہ ان کی پاکستان کی قومی اسمبلی یا سینیٹ میں کوئی نمائندگی ہوتی ہے۔ اس لیے overall Pakistan کے الیکشن کے لیے جو ووٹر لسٹ بنتی ہے، وہ اس میں شامل نہیں ہوتے لیکن یہ بات درست ہے، اس میں بھی شامل ہونے چاہییں اور جب تک یہ نہیں ہوتا کم از کم Gilgit-Baltistan Legislative Assembly کے الیکشن کے لیے جو ووٹر لسٹ بنتی ہے، اس میں وہ تمام process ویسے ہی ہونا چاہیے جیسے پاکستان کے باقی حصوں میں ہوتا ہے۔ اس بارے میں اگر شمس صاحب برائے مہربانی آپ note فرما لیں کہ ہمیں اس بات پر تھوڑی سی تحقیق کرنی چاہیے کہ اس کا status کیا ہے؟ بلکہ یہ بہت اچھا نکتہ ہے کہ آپ لوگ اس پر تحقیق کریں اور یوتھ پارلیمنٹ اس پر کوئی بحث بھی کرے اور جب آپ اس بحث کا schedule بنائیں تو ہم الیکشن کمیشن کے کچھ لوگوں کو invite بھی کریں گے تاکہ وہ اس موقع پر آکر یہاں بیٹھیں۔ میں یہاں ضمناً ذکر کردوں کہ پچھلی یوتھ پارلیمنٹ کے زمانے میں یہ preliminary electoral rolls display کیے گئے تھے کہ لوگ اکیس دنوں تک اسے دیکھ سکیں اور اگر اس میں کوئی اعتراضات ہیں تو وہ کریں۔ اس پر تمام Youth Parliamentarians نے اپنے اپنے علاقوں میں جا کر display centers کا دورہ کیا اور ہر ممبر نے ایک report لکھی تھی اور مجھے بڑی خوشی ہوئی تھی کہ ساٹھ کے ساٹھ ممبران نے individual level پر ایک بہت اچھی report اپنے اپنے علاقے کے display centers کے بارے میں جمع کروائی تھی جو میرے خیال میں Secretariat کے پاس موجود ہے، وہ تمام reports کسی دن یہاں لا کر display کرنی چاہییں اور یہ MYPs بھی دیکھیں کہ ان کے predecessors نے کتنا اچھا کام کیا ہے، research کی ہے اور ایک report لکھی ہے اور کسی بھی professional report کے مقابلے میں ان reports کو رکھا جا سکتا ہے۔ میں ذاتی طور پر بہت impress ہوا تھا اور آپ بھی کسی بھی موضوع پر اس طرح کی کوئی research کر سکتے ہیں۔ گلگت بلتستان کے معاملے پر میں معافی چاہتا ہوں کہ میری معلومات upto date نہیں ہیں کہ صحیح position کیا ہے؟ ہم بھی اس بارے میں تحقیق کریں گے اور آپ بھی اس معاملے کو دیکھیے۔

جہاں تک overseas Pakistan کا تعلق ہے تو یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ overseas Pakistanis کو ووٹ ڈالنے کا حق نہیں ہے۔ تمام overseas Pakistanis جو پاکستان کے شہری ہیں اور جنہوں نے شناختی کارڈ بنوایا ہوا ہے،

جس طرح باقی لوگ ہیں اسی طرح ان کے نام بھی ووٹر لسٹ میں موجود ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ overseas Pakistanis کے لیے ایک الگ شناختی کارڈ ہوتا ہے۔ اگر وہ کارڈ بھی جاری ہوا ہو تو بھی آپ کا نام ووٹر لسٹ میں آجاتا ہے۔ اب اصل معاملہ یہ ہےکہ مطالبہ ہو رہا ہے کہ overseas Pakistanis جس علاقے میں وہ ووٹ دیناچاہتے، وہاں ان کو موجود ہونا چاہیے، وہ چاہتے ہیں کہ اگر ایک آدمی امریکہ میں بیٹھا ہے تو وہ امریکہ میں بیٹھے ہوئے اپنے ووٹ ڈال سکے، اصل میں یہ مطالبہ ہے، یہ بات نہیں ہے کہ انہیں votingکاright نہیں ہے لیکن right to vote at the place of residence یہ مطالبہ ہے۔ اس میں کچھ عملی دشواریاں ہیں۔ اب آپ پاکستان میں دیکھ لیں اگر فرض کریں آپ رحیم یار خان کے رہنے والے ہیں اور آپ کراچی میں رہ رہے ہیں، آپ کا ووٹ رحیم یار خان میں درج ہے تو اگر آپ الیکشن والے دن رحیم یار خان نہیں آسکتے تو آپ ووٹ نہیں دے سکتے۔ اب کراچی میں رہنے والا رحیم یار خان کا باشندہ اگر یہ مطالبہ کرے کہ کوئی ایسا انتظام کریں کہ میں کراچی میں ووٹ دے سکوں لیکن ایسا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اسے یا تو اپنا ووٹ کراچی میں درج کرانا پڑے گا یا پھر اسے رحیم یار خان جانا پڑے گا سوائے اس سہولت کے کہ جو سرکاری ملازم ہے یا جو قیدی ہیں، کو یہ سہولت ہے کہ وہ by mail vote دے سکتے ہیں۔ باقی عام آدمی کو یہ سہولت نہیں ہے۔ اب Election Commission نے اس کو بہت study کیا ہے اور اس کا کہنا یہ ہے کہ یہ جو by mail طریقہ ہے یہی ایک طریقہ ہے postal ballot کا جس کے ذریعے سے overseas Pakistanis vote cast کر سکتے ہیں۔ Embassies میں تو یہ انتظام کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ ہر ملک میں تو embassy ہے نہیں اور اگر کسی ملک میں ہے تو اس کے ہر شہر میں نہیں ہے اور اگر وہاں پر موجود بھی ہے تو embassy میں حکومت کا staff تو موجود ہے لیکن Election Commission کے staff کو بھیجنے کے لیے اور یہ تمام انتظامات کرنے کے لیے بہت پیسے درکار ہیں یعنی یہ بہت مہنگا کام ہے جو ممکن نہیں ہے۔ اگرچہ سپریم کورٹ نے order کیا ہے کہ Overseas Pakistanis کو vote ڈالنے کی سہولت دی جائے لیکن مجھے لگتا ہے کہ عملی طور پر یہ بڑا مشکل ہے۔ اس کے لیے overseas Pakistanis کو میرے خیال میں پاکستان ہی آنا پڑے گا تب ہی وہ ووٹ ڈال سکیں گے، ویسے نہیں ڈال سکتے۔ جب تک ایسا نہیں ہوتا postal ballot کا معاملہ یہ ہے کہ اس میں سیاسی جماعتوں کا خیال ہے کہ اس میں بہت زیادہ rigging کا اندیشہ ہے۔ ابھی تو postal ballot box بہت تھوڑے سے ہوتے ہیں کیونکہ وہ صرف Government servants and prisoners کے لیے facility ہے لیکن سیاسی جماعتوں کو اس پر بھی شک ہوتا ہے کہ یہ misuse کیے جائیں گے اور اس میں rigging ہو جائے گی کیونکہ جو postal ballot آتے ہیں تو ان کا پتا ہی نہیں ہوتا، وہ تو سیدھے returning officer کے پاس جاتے ہیں، وہ check نہیں ہو سکتے۔ اس وقت سیاسی جماعتیں اس بات پر بھی آمادہ نہیں ہیں کہ postal ballot system introduce کرایا جائے لیکن یہ ابھی open subject ہے، سپریم کورٹ نے ایک مرتبہ پھر ہدایت کی ہے اور دیکھیں کیا ہوتا ہے، مجھے نہیں لگتا کہ اتنے تھوڑے عرصے میں یہ انتظامات ممکن ہو سکیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آخری سوال۔

جناب ارسلان علی: میرا سوال کراچی voter's list کے بارے میں ہے۔ کراچی میں PECHS کے علاقے میں بغیر address کے 5000 votes registered ہیں بغیر کسی نام کے۔ ایسی چیزوں کو handle کرنے

کے لیے ہم کیا اقدامات کر سکتے ہیں۔ دوسری بات جو آپ نے بھی کی کہ جو لوگ رحیم یار خان سے کراچی آتے ہیں، میں تو ان کی بات کر رہا ہوں جو پچھلی تین نسلوں سے کراچی میں رہ رہے ہیں، جیسے میں، میرا پتہ بھی غلط لکھا ہوا ہے، بلکہ میری پوری family کا address غلط لکھا ہوا ہے۔ جب افسران verification کے لیے گھروں پر آ رہے تھے تو وہاں پر سب کے address غلط تھے، اس کے لیے کیا ہو سکتا ہے۔

جناب احمد بلال محبوب: اس کے لیے ایک عام process تو یہ ہے کہ جن کی entry غلط ہے وہ Election Commission میں جائے اور وہاں پر correction کے لیے ایک form ہوتا ہے اس کو پر کرے اور جمع کرائے پھر ایک مخصوص وقت میں correction ہو جاتی ہے۔ آپ اس کی ایک کاپی اپنے record میں بھی رکھیں لیکن کراچی کی حد تک ایک special provision دی گئی ہے، ابھی door to door verification ہوئی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ verification کس حد تک effective ہوئی ہے کیونکہ last door to door verification تو پورے ملک میں بہت ناقص ہوئی تھی۔ ہمارا estimate تھا کہ صرف 20% لوگوں تک وہ پہنچ سکے ہیں اور 80% لوگوں تک تو door to door verification ہوئی ہی نہیں ہے۔ فرضی قسم کی verification ہوئی ہے۔ اب جو کراچی میں verification ہوئی وہ کس حد صحیح ہوئی ہے، یہ مجھے نہیں معلوم کیونکہ ابھی تک result نہیں آئے لیکن بہت سے لوگوں نے اس کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا ہے۔ جس طرح آپ نے کہا ہے، اس طرح بہت سے لوگ ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کا address بغیر کسی وجہ کے تبدیل کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ کوئی عارضی پتہ یا مستقل پتہ کی بات بھی نہیں ہے، ان کا ایک ہی address ہے لیکن وہ نئی voter's list میں ایک ایسی جگہ پر ہے جس کا انہوں نے کبھی visit ہی نہیں کیا۔ تو کراچی میں organized طریقے سے کوئی wrong doing ہوئی ہے میرے خیال میں۔ کس نے کی ہے؟ کیسے ہوئی ہے؟ یہ پتا لگایا جانا چاہیے لیکن بہرحال اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اسے correct کیا جائے۔ لہٰذا میں نے کراچی کے بارے میں point out کیا ہے کہ یہ ایک area of concern ہے کیونکہ کراچی ہمارے ملک کا سب سے بڑا شہر ہے، اس میں votes کی ایک بڑی تعداد ہے، اگر وہاں پر voters کی recording صحیح نہیں ہوئی ہے تو اس سے بہت مسائل پیدا ہوں گے۔ اب امید کی جانی چاہیے کہ یہ جو verification process ہے اس کے نتیجے میں کوئی بہتری آئے گی اور اگر فرض کریں کہ نہیں آتی تو جونہی یہ نئی voter's list سامنے آئے تو تمام لوگ اور خاص طور پر وہ لوگ جو کراچی میں رہتے ہیں، وہ اس بارے میں Election Commission کو بھی بتائیں اور اپنی سیاسی جماعت کو بھی بتائیں اور ان کو alert کریں اور میڈیا کے ذریعے اس کو سامنے لائیں، پھر آپ کے پاس یہ یوتھ پارلیمنٹ کا platform بھی ہے، یہاں پر بھی اس پر debate کریں اور ثبوت کے ساتھ بات کریں اور فرضی باتیں نہ کریں بلکہ exact evidence کے ساتھ پیش کریں تو پھر میرے خیال میں اس کا notice نہ لینا مشکل ہو جائے گا۔

Mr. Speaker: Thank you Ahmed Bilal Mehboob sahib, for your lovely discourse.

آپ نے بہت سی معلومات دیں، بہت سے راستے دکھائے۔ ہمیں بھی دکھائے، بچوں کو بھی دکھائے مگر یہ voter's list ایک ناتمام سی چیز ہے، لوگ مر رہے ہیں، پیدا ہو رہے ہیں، بالغ ہو رہے ہیں، یہ ایک continuous affair ہے اور Election Commission کو اس پر ہر وقت کام کرنا چاہیے اور نادرا کے ہوتے ہوئے کسی اور

ایجنسی سے مدد لینے کی ضرورت بھی نہیں ہے اور شناختی کارڈ ہی vote کا basis ہو، list بنانے کی ضرورت ہی کیا ہے، میرے شناختی کارڈ پر دو پتے ہیں ایک میرا مستقل پتا ہے اور ایک میرا عارضی رہائش کا پتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کے ایک ہی پتے ہیں اور وہ وہیں جائیں گے جہاں کا پتا ہے اور اگر شناختی کارڈ میں ایک چپ لگا دیں تو وہ صرف ایک لی جگہ ووٹ ڈال سکے گا۔ مسئلے کو آسان بنانا چاہیے۔ Technology کا دور ہے۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہیے۔ میں چونکہ election لڑتا رہا ہوں۔ 1970 سے لے کر اب تک کوئی بھی list ہمارے حلقے میں ایسی نہیں تھی جس کے ہر صفحے پر زوجہ اول، زوجہ دوئم، زوجہ سوئم، زوجہ چہارم نہ لکھا ہوا ہو۔ اب وہ list کیا تھی وہ تو ازواج کی list تھی۔ بہرحال انہوں نے electoral list کو beep up کیا ہوا تھا۔ آپ صحیح کہہ رہے ہیں کہ کراچی میں ایسا ہے بلکہ میں تو کہوں گا کہ ہر جگہ ہی voter's list غلط بنی ہوئی ہے۔ میرے خیال میں شناختی کارڈ کے ہوتے ہوئے کوئی اور exercise کرنی بھی نہیں چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو یہ بہت costly ہو جائے گا اور دوسرا یہ کہ یہ غلط ہے۔ یہ ایمانداری سے کریں گے ہی نہیں۔ شکریہ بلال صاحب۔

Now, we adjourned for tea break and meet again in 15 minutes.

(The House was adjourned for 15 minutes for tea break.)

(The House was reassembled after 15 minutes.)

(Some Members of Youth Parliament took the oath)

جناب سپیکر: اب ثقلین سلیم کا resolution ہے۔

"This House is of the opinion that the issues Shia killings in Pakistan is of grave nature. The Government of Pakistan should look for ways to dissolve the issues of Shia killing which is seriously aggravated not only in the Hazara community but across the whole country. The culprits should be punished according to the law with an iron fist that creates an example for extremists and terrorists mindset to meddle the people's religious affairs."

The Resolution is moved. Kindly explain it.

جن دوستوں نے اس پر بولنا ہے، اپنی رائے دینی ہے وہ اپنا نام مجھے بھیج دیں ایک چٹ کے ذریعے۔ جی سقلین صاحب۔

جناب سقلین سلیم: سب سے پہلے میں بہت ہی افسوس اور معذرت کے ساتھ ایک بات کرنا چاہوں گا کہ میں جو ایک vision لے کر اور جو ایک learning objective لے کر یوتھ پارلیمنٹ آیا تھا اور جو میں نے کل observe کیا کہ جس طرح علاقائی تعصب کی بنیاد پر یہاں جو lobbying ہو رہی ہے اور اگر اوپر کی level پر مذہب اور فرقوں کی بنیاد پر lobbyingہو رہی ہے تو پھر ہم میں اور اوپر والوں میں کیا فرق رہ گیا ہے۔ ہم یوتھ جو اس فورم سے پاکستان کو represent کر رہے ہیں، ایک آواز اٹھانے آئے ہیں پاکستان کے لیے، کل lobbying کرتے ہوئے کسی بھی ایک شخص نے-----

جناب سپیکر: آپ اپنی resolution پر بولیں۔ اس معاملہ پر آپ اپنے caucus میں بات کریں۔

جناب سقلین سلیم: اس وقت lobbying کرتے ہوئے کسی بھی ایک شخص نے Hazara killing کے بارے میں کسی نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا، جہاں پر ایک ہی go میں بیدردی سے قتل کر دیے جاتے ہیں۔

پنجاب حکومت جو کہ بالکل ایک خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے، جو کوئی قدم نہیں اٹھا رہی ہے، میں ایک چھوٹا سا incident quote کرنے کی کوشش کروں گا۔ پچھلے دنوں جاوید چوہدری کا ایک article آیا ہوا تھا ایکسپریس نیوز میں، جس میں انہوں نے یہ لکھا کہ شیرشاہ سوری کی حکومت میں ایک بوڑھی عورت کا بیٹا قتل ہوا تو پولیس تھانیدار نے جب اس کے قاتل کو نہیں پکڑا، اس زمانے میں جب means of transport and communications نہیں تھے، تو وہ بوڑھی عورت مہینوں کا سفر کرکے شیرشاہ سوری کے پاس گئی اور اس کے سامنے فریاد کی کہ اس کے بیٹے کے قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ شیرشاہ سوری نے جب اس پولیس تھانیدار اور انچارج کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اگر پانچ دنوں اندر اندر اس کے قاتلوں کا نہ پکڑا گیا تو میں تمہیں اس کچہری کے سامنے الٹا لٹکا دوں گا اور اس وقت سے یہ اصول بن گیا کہ شیرشاہ سوری کی حکومت میں پانچ دن کے اندر اندر قاتلوں کو پکڑا جائے گا لیکن اس وقت ہمارے پاکستان میں کافی سالوں سے یہ کام جاری ہے لیکن کسی قاتل کو نہیں پکڑا جاتا اور یہ حکومت، پارلیمنٹ اور ایوانوں میں جو لوگ بیٹھے ہیں جو ہمارے ساتھ ہی ہیں، ہمارے قریب ہی ہیں، میں ان کے لیے صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ

نہ امانت نہ دیانت نہ صداقت نہ شرافت
نبی کے منبر پر آ گئے ہیں نبی کی ہر ایک ادا کے قاتل
یہ اس کی ہی مصلحت ہے وہ جسم رکھتا نہیں ہے ورنہ
یہ منصبوں کے غضب کے عادی ضرور ہوتے خدا کے قاتل
امام جن کا یزید ہوگا وہ کیسے جانیں حسین کیا ہے
بنے ہیں قاری بھی لا الہ کے یہ لا الہ کی بقا کے قاتل

شکریہ جناب۔

جناب سپیکر: جناب دانیال خان صاحب۔

جناب دانیال خان: سقلین سلیم صاحب جو resolution لے کر آئے ہیں، میں اس سے بالکل اتفاق کرتا ہوں۔ 65 سالہ تاریخ میں یہ ہوتا آیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب سوچنا ہوگا کہ کیا کیا جائے۔ اس resolution میں standout چیز یہ ہے کہ the Government of Pakistan should look the ways to resolve the issues of Shia killings. اب یہ ways کیا ہو سکتے ہیں۔ I think اس میں ہم یہ کر سکتے ہیں کہ ان کے لیے rights ہوں اور اس کی accountability بہت زیادہ ہونی چاہیے۔ اب 20% of the population of Pakistan is Shia اور یہ کہتے ہوئے بڑا عجیب لگتا ہے کہ جی ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، جب دل چاہتا ہے ان کے خلاف قتل و غارت شروع کر دی جاتی ہے اور target killing ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ پاکستان جس کا خواب ہم نے دیکھا جس بارے میں اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے بیان کیا اور جس طرح انہوں نے یعنی اقبال نے اور قائد اعظم نے اپنی تقاریر میں بیان کیا، ان کا focus point یہی تھا کہ یہ سب مل کر رہیں اور یہ جتنی بھی ethnicities ہیں اور جتنے بھی religious sects ہیں، ان کو ختم کیا جائے اور اس کی روک تھام کی جائے۔ لہٰذا میں سقلین کو support کرتا ہوں اور میں یہ بھی چاہوں گا کہ ایوان میں اس پر بھی بات ہو کہ وہ کون سے ways ہیں جن کے ذریعے ہم اس کو curtail کر سکتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ انم آصف صاحبہ۔

محترمہ انم آصف: السلام علیکم۔ جو resolution ابھی پیش ہوئی ہے اور جس پر سقلین اور دانیال نے ابھی بات کی ہے، میں اسی کو آگے لے کر جاؤں گی۔ In fact ابھی جو ہم لوگ Shia killings کی بات کر رہے ہیں تو صرف حکومت کا role یہاں پر نہیں ہے، حکومت کی طرف سے accountability ensure کرنی ہوگی۔ Strict accountability کو ensure کرنا ہوگا religious sects کے لیے بھی اور minorities کے لیے بھی۔ جو بھی آپ rules بناتے ہیں کہ minorities کے ساتھ اگر کوئی چیز غلط ہوتی ہے تو اس کی جو سزا ہونی چاہیے وہ اس سے دگنی ہونی چاہیے جو آپ کی majority کے لیے ہوگی۔ اس سے آپ ایک trust create کریں گے اپنے اس section میں جس کے ساتھ غلط ہوگا تاکہ اسے پتا چلے کہ Government consider such things. اب shia killings and Hazara killings پر بات ہو رہی ہے تو یہاں پر ایک major flaw جو ہماری حکومت کا ہے کہ ہماری politics and religion بالکل الگ ہو کر رہ گیا ہے۔ ہماری جو مذہبی جماعتیں ہیں انہوں نے اپنے extremist sections بنا لیے ہیں۔ اب حکومت کیا کرتی ہے کہ ان سے الجھتی نہیں ہے because basically ان کی یعنی ملاؤں کی ایک اپنی following ہے اور وہ ان کو disturb نہیں کرنا چاہتے۔ اسی طرح ایک shia following ہے ان کو بھی وہ disturb نہیں کرنا چاہتے۔ لہٰذا ہونا یہ چاہیے کہ آپ کی جو حکومت ہے، it should be irrespective of all the minorities, all the sects, all the religious community. اس کو equally ان چیزوں کو دیکھنا پڑے گا اور ان پر ایک check and balance رکھنا پڑے گا کہ یہ جو ملاؤں کی followings ہیں یا جو extremist لوگوں کی followings ہیں یا جو ادھر terrorist activities ہو رہی ہے، ان کی ایک proper followings ہے، لہٰذا ان تمام چیزوں پر unbiased accountability کیسے رکھنی ہے؟ آج کل ہم ایک لفظ بڑا commonly استعمال کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ جی target killing ہو رہی ہے۔ یہ کیوں ہو رہی ہے؟ یہ اس لیے ہو رہی ہے کہ ان کو چاہیے ایک recognition. اگر ایک organization یہ کام کر رہی ہے تو وہ کیا کرتی ہے کہ وہ ایک community کو target کرتی ہے تاکہ وہ خود کو highlight کر سکے کہ we have the power to do something. لہٰذا حکومت کو اس چیز کو ensure کرنا ہے کہ religion, minority and sects پر ایک علیحدہ قانون سازی کرنی ہے جو irrespective of everything ہو اور ایک unbiased system create کیا جائے۔ اس کے لیے سب سے important چیز یہ ہے، جس چیز سے یہ ساری چیزیں solve ہوں گی اور وہ ہے accountability. ان سارے sections کے لیے ایک separate accountability کا procedure بنا لینا چاہیے جس کی وجہ سے یہ ساری چیزیں cover up ہوں۔

جناب سپیکر: جناب حماد امجد۔

جناب حماد امجد: جناب والا! میں آپ کی توجہ ایک اہم واقعے کی طرف دلانا چاہوں گا۔ کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ یوتھ پارلیمنٹ کے اجلاس میں آنے سے پہلے میں اپنے آفس سے واپس گھر کی طرف جا رہا تھا تو کراچی ایئرپورٹ کے سامنے ایک گاڑی لاؤڈ سپیکر پر نعرے لگاتی ہوئی گزری کہ

' روس کو جلتا دیکھا تھا امریکہ ٹوٹتے دیکھیں گے

اور ان جہاد کے شعلوں سے انشاء اللہ انڈیا کو بھی جلتا دیکھیں گے

کل مجاہدین کا ایک شاندار اجتماع سفاری پارک کراچی میں ہو رہا ہے جہاں تمام مجاہدین سے گزارش ہے کہ وہ آئیں اور مل کر جماعت الدعوۃ اور لشکر جھنگوی کو سپورٹ کریں۔'

جناب والا! یہ سوال authorities سے ہے کہ اتنے key area میں، اتنے حساس علاقے میں یعنی ایئرپورٹ کے سامنے ایک گاڑی گزرتے ہوئے لوگوں کو motivate کر رہی ہے تو اس وقت ہماری authorities کہاں ہیں۔ ان واقعات کی روک تھام کے لیے کوئی effective action نہیں لیا گیا کیونکہ main battleground تو کراچی اور کوئٹہ ہی بنا ہوا ہے اگر آپ غور کریں۔ کراچی میں کبھی target killing کی جاتی ہے شیعہ سنی کے نام پر اور کبھی کسی مسلک کے نام پر۔ صرف شیعہ ہی نہیں بلکہ جس دن یہ واقعہ ہوا اس کے اگلے دن آپ سنی مسلک سے تعلق رکھنے والا بچوں کو بھی مدرسوں سے اٹھایا جس کی وجہ سے جماعت الدعوۃ نے بھی کراچی میں دھرنا دیا۔ لہٰذا اس action کو دونوں اطراف سے دیکھنا پڑے گا نہ کہ صرف ایک مسلک کی طرف۔ ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ پاکستان کے خلاف کیا سازش کی جا رہی ہے اور شیعہ اور سنی دونوں کو کس طرح نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب حضرت ولی کاکڑ صاحب۔

جناب حضرت ولی کاکڑ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سقلین نے جو resolution move کی ہے میں اس کے حق میں 100% ہوں لیکن میرے خیال میں اس کا نام sectarian violence ہونا چاہیے کیونکہ یہاں پر صرف shia killings نہیں ہو رہی ہے بلکہ other minorities کی بھی killing ہو رہی ہے اور ان سب کے خلاف ہماری حکومت کا اور ہم سب کا کیا action ہونا چاہیے۔ ان لوگوں کے ہاتھوں ہم نے سلمان تاثیر کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا، ان لوگوں کے ہاتھوں ہم نے شہباز بھٹی کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا اور ہم نے ان لیڈران کو کھو دیا ان لوگوں کی وجہ سے۔ یہ سپاہ صحابہ ، جیش محمد اور ایسی دوسری تنظیمیں جو ان کی ذمہ داری قبول کرتی ہیں، ان سب کے خلاف ہماری حکومت پہلے یہ action لینا چاہیے کہ جو ان کے لیڈران ہیں جیسے کہ سلمان مینگل ہے، ان کے خلاف ہماری حکومت کو سخت کارروائی کرنی چاہیے اور ان کے لیڈران کو accountable بنانا چاہیے۔ میرے خیال میں اس مسئلے کا حل یہی ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ نبیلہ جعفر صاحبہ۔

محترمہ نبیلہ جعفر: شکریہ۔ ثقلین نے جو resolution move کی ہے، میں بھی اس کو support کرتی ہوں اور بہت سخت مذمت کرتی ہوں shia killing کی کوئٹہ میں اور .across the country ابھی صرف اسلام آباد بچا ہوا ہے جس کو انہوں نے بخشا ہوا ہے لیکن مجھے لگتا ہے کہ اگر ہم نے کوئی سخت action نہیں لیا تو اسلام آباد اور راولپنڈی تک بھی ان کے ہاتھ پہنچ جائیں گے۔ میرا point of view یہ ہے کہ ہمارے پاس written laws تو ہیں لیکن ان laws پر ہم کبھی بھی implement نہیں کرتے۔ ہمارا rule of law بہت کمزور ہے۔ ہم لوگوں نے جو law enforcement agencies بنائی ہوئی ہیں اگر ان کے اندر اس طرح کی patronage ہے، اگر ایسے لوگ ان سے ملے ہوئے ہیں، اگر ان کے اندر کوئی soft corner ایسی تنظیم کے لیے ہے تو ہم کبھی اس menace سے چھٹکارا نہیں پا سکتے۔ لہٰذا میں ایوان سے بھی گزارش کروں گی کہ ہمیں اس چیز پر کام کرنا ہے کہ جو bureaucracy میں یا establishment کے اندر یا ہماری civil Government میں ایسے patronages

ہیں، ایسے لوگ ہیں جو ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں تو ہمیں ان کو vote نہیں دینا چاہیے، ہم نے لوگوں کی education کرنی ہے اور ہم نے اپنے personal level پر بھی اور national level پر بھی یہ سوچنا ہے کہ یہ ہمارا ملک کا سوال ہے، یہ ہمارے ملک کے ایک علاقے کوئٹہ کا یا کراچی کا یا لاہور کا نہیں ہے بلکہ یہ ہماری پوری nation کا مسئلہ ہے۔ اگر آج ہم ان کو کھلا چھوڑ دیں اور ان کو ایک sect کو ختم کرنے کی اجازت دے دیں تو کل ان لوگوں کے ہاتھ ہمارے گریبانوں تک بھی پہنچ سکتے ہیں اور جیسے ان کی ایک theory ہے کہ وہ اپنے شریعہ کے مطابق اس ملک میں حکومت کرنا چاہتے ہیں تو ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ ہماری حکومت پر بھی قبضہ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں اس چیز کے لیے پہلے سے سوچنا ہے کہ ایسے لوگوں کو ہم نے کسی چیز میں نہ تو establishment میں، نہ bureaucracy میں، نہ military میں induct نہیں کرنا چاہیے جن کی اس طرح کی organizations کے ساتھ تھوڑی بہت بھی sympathies ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب عمر نعیم صاحب۔

جناب عمر نعیم: جناب والا! یقیناً ہم اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں اور اس طرح کے واقعات کی بھرپور مذمت بھی کرتے ہیں۔ ہم سب سے پہلے دیکھنا چاہیے کہ اس کی کیا roots ہیں۔ یہ چیزیں کہاں سے develop ہو رہی ہیں۔ اگر ہمارے ملک میں فرقہ واریت کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے تو ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا پڑے گا، ہم لوگوں کو یہ جاننا پڑے گا کہ اس کی کیا roots ہیں۔ جناب سپیکر! میں ایک حافظ قرآن بھی ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ میں نے مدارس میں تقریباً ساڑھے تین کا عرصہ بھی گزارا ہے۔ لہٰذا جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ فرقہ واریت وہاں سے جنم لیتی ہے کیونکہ وہاں پر جو ہمیں teach کر رہا ہوتا ہے یا جو ہمیں guide کر رہا ہوتا ہے وہ ہمیں ایک دائرے میں رکھتا ہے کہ یہ تمہارا دائرہ ہے، اس سے باہر اگر نکلو گے تو اس کا مطلب ہوگا کہ تم اسلام سے نکل جاؤ گے۔ ہمیں اسلام کے بارے صحیح guidance مدارس میں نہیں دی جاتی۔ وہاں پر lack of education ہے جس کی وجہ سے صحیح طرح سے وہ guide نہیں کر پاتے اور اس وجہ سے ہم اس چیز کے بارے بہت conscious ہو جاتے ہیں۔ ہم اپنی اپنی boundaries create کر لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے مذاہب اور فرقوں پر تنقید کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ لہٰذا میرے خیال میں اگر ہم ان roots کو focus کریں ان مدارس میں جہاں پرقرآن و حدیث کی بنیادی تعلیم دی جاتی ہے اور یہ سکھایا جاتا ہے کہ ہمارا مذہب اسلام ہمیں کیا تعلیم دیتا ہے کیا سکھاتا ہے۔ جناب والا! اگر ہم اس چیز کو focus کریں گے تو ہم آپس میں مذہبی انتشار سے بچ سکتے ہیں اور یہی وہ حل ہے کہ ہم اگر اس چیز کو roots سے دیکھیں گے تو ہم ان چیزوں کو زیادہ بہتر طریقے tackle کر سکتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب عبدالصمد صاحب۔

جناب عبدالصمد: شکریہ جناب سپیکر۔ میں اس قرارداد کے حوالے سے ہی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے ملک میں یہ دیکھا گیا ہے کہ جتنے علمائے کرام اس ملک میں موجود ہیں وہ ایک خاص طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور زیادہ تر دیکھا گیا ہے کہ جو بندہ سکول اور کالج کی education کو continue نہیں کر سکتا اسے دینی مدارس میں ڈالا جاتا ہے اور as a professional Islamic scholar اس کو کوئی اختیار کرنا چاہتا نہیں ہے کیونکہ اس میں کوئی خاص incentives نہیں ہے۔ اس وجہ سے وہ بندہ جو سکول یا کالج سے dropout

ہوا ہوا ہوتا ہے تو اسے وہاں پر دینی مدارس میں بٹھا دیا جاتا ہے اور جو سکول سے dropout ہو گیا اس کی limitations بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ لہٰذا جو بنیادی دینی علم ہے اس کے بارے میں آگاہی بہت ہی زیادہ ضروری ہے کیونکہ یہاں پر بہت زیادہ misconceptions جنم لیتی ہیں۔ جس طرح میرے بھائی عمر نے بھی مدارس کی limitations کی بات کی۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں ایک اور بات بھی کہنا چاہوں گا کہ ہمارا ملک ایک اسلامی ملک ہے اور ایک نظریاتی ملک ہے اور یہ اسلام کی بنیاد پر یہ ملک وجود میں آیا تو State level پر ایک علماء کونسل ہونی چاہیے۔ جس طرح سینیٹ میں ہے بھی۔ سینیٹ میں علماء کی کچھ representation بھی ہے تو ان کی طرف سے کچھ اس سلسلے میں ہونا چاہیے کہ وہ اس چیز کو ہاؤس میں discuss کریں اور کچھ قوانین بنائیں۔ جس طرح ہم باہر کے ممالک میں دیکھتے ہیں اگر کوئی وہاں پر publicly تقریر کرتا ہے یا سپریم کورٹ کے خلاف اگر ہم کوئی بات کرتے ہیں تو توہین عدالت کا کیس اس کے خلاف بن جاتا ہے، اسی طرح ان minorities کے خلاف بات کرنا اور آپس میں بات کرنا، یعنی public speaking میں یا TV Channels پر یا جلسے جلوس کرتے ہوئے ہم جب کسی کے خلاف بات کرتے ہیں تو اس کو avoid کیا جائے۔ اس سلسلے میں کچھ قوانین بنائے جانے چاہییں، جس طرح باہر کے ممالک میں racism کے حوالے سے کچھ قوانین بنائے گئے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ شرمین قمر صاحبہ۔

محترمہ شرمین قمر: شکریہ جناب سپیکر۔ آج جو یہ قرارداد پیش کی گئی ہے وہ اس وجہ سے اہمیت کی حامل ہے کہ اس قرارداد میں جن لوگوں کی بات کی گئی ہے وہ بھی اس ملک کا حصہ ہیں۔ اگر ہم دیکھیں کہ ہم شیعہ یا سنی سے پہلے انسان ہیں اور اگر کہیں پر بھی کسی بھی انسان کی موت ہو چاہے وہ کسی کی بھی موت ہو، ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ ہم اس کو condemn کریں اور as a human being میں بھی اس چیز کو condemn کرتی ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں اب یہ سوچنا ہے کہ ہم اس مسئلے کا حل کیسے نکال سکتے ہیں۔ اس issue کو اگر دیکھا جائے تو اس کے اندر جہاں ہم اندرونی مسائل کو دیکھیں وہاں پر ہم اپنے بیرونی factors کو بھی دیکھنا چاہیے۔ جب ٹی وی پر تجزیہ کیا جاتا ہے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ کوئٹہ میں جو situation create کی جا رہی ہے وہ اس وجہ سے کی جا رہی ہے تاکہ آپ کے Elections پر اثرانداز ہوا جا سکے۔ ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ جو لوگ ہمارے لوگوں کو target کر رہے ہیں اور ہمیں destabilize کر رہے ہیں ان کے کیا مقاصد ہیں۔ ہمیں یہاں پر crackdown کرنا ہے لشکر جھنگوی کے خلاف، طالبان کے خلاف، کم از کم اپنے علاقے میں۔ گو کہ امریکہ جیسی سپر پاور بھی ان کو combat کرنے میں کامیاب نہیں رہی لیکن at least پاکستان کی حدود میں we have to crackdown against Lashkar-e-Jhangwi کیونکہ یہ بات نہیں ہے کہ پاکستان کی ISI کے پاس information نہیں ہے یا ہمارے پاس means and resources نہیں ہے، بات صرف اتنی ہے کہ،

ہمیں خبر ہے لٹیروں کے سب ٹھکانوں کی
شریک جرم نہ ہوتے تو مخبری کرتے

ہمیں صرف اب یہ کرنا ہے کہ priorities basis پر ہزارویوں کو security فراہم کرنی ہے۔ میں جس یونیورسٹی میں پڑھتی ہوں وہاں پر میرا ہزارویوں کے ساتھ تعلق ہے، میں ان کے ساتھ بات چیت کرتی ہوں اور وہ ہماری debating society میں ہمارے ساتھ ہوتے ہیں۔ ہمارا سب سے بڑا flaw یہ ہے کہ ایک مہینہ پہلے ہمارے سو لوگ اپنے مرنے والوں کی لاشیں لے کر علمدار روڈ پر بیٹھی ہوئی تھیں اور رو رہی تھیں اور آپ اسی رات گورنرراج نافذ کر دیتے ہیں اور آپ کی حکومت کا یہاں تک failure ہے کہ گورنر راج نافذ کرنے کے باوجود FC کی check posts کے درمیان target killings اور دوبارہ 200 لاشیں بچھ جاتی ہیں اور بچے اور بیٹیاں رو رو کر کہہ رہی ہوتی ہیں کہ لعنت ہو تم سب پر اور وہ اس کے علاوہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتیں کیونکہ دو مہنیوں کے دوران 100 لاشیں اٹھانے کے بعد پھر وہ 200 لاشیں اٹھاتے ہیں اور اس باوجود بھی کوئی ایسی چیز نہیں جس پر وہ کام کر سکیں، اس کے باوجود بھی ہم کچھ ایسا نہیں کر پا رہے جس کا اثر ہو۔ اگر اسی طرح ہم چلتے رہے تو شاید ایک مہینے بعد ہم وہاں سے 300 لاشیں دوبارہ اٹھائیں گے۔ کیونکہ ابھی FC تک ہم نے وہاں پر strong کو FC کر رہے ہیں، ابھی تک وہاں پر crackdown نااہل ہے۔ آپ ان کے خلاف ہی نہیں کر رہے ہیں کیونکہ اس وقت آپ کے انتخابات ہو رہے ہیں اور آپ سنی لوگوں کے ساتھ یا جو وہاں پر majority میں نہیں ہے۔ ہماری حکومت کو اس position کی conflict میں لوگ ہیں آپ ان کے ساتھ اس وقت وقت یہ کرنا چاہیے کہ ہزارویوں کو protection دینی ہے اور اگر یہ protection آپ نے ان کو فوج کے ذریعے دے سکتے ہیں تو let us go for that کیونکہ ایک انسان کی زندگی سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہیں ہے۔ So, let us go first for the protection for the Hazarvis and then we can crackdown against the Lashkar-e-Jhangvi and Sipah-e-Sahaba and all other such organizations.

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب دانش رضا صاحب۔

جناب دانش رضا: شکریہ جناب سپیکر۔ سب سے پہلے تو میں اس بات کو support کرنا چاہوں کہ اس چیز کو control کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ یہ چیز صرف ہزارہ اور کوئٹہ میں نہیں ہے بلکہ یہ پورے پاکستان میں آہستہ آہستہ پھیلتی جا رہی ہے۔ جیسا کہ ہمارے سامنے لاہور کی مثال ہے کہ ایک والد اپنے بیٹے کو Aitcheson College لینے جاتا ہے اور وہاں پر باپ بیٹے دونوں کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ ہمارے پاس example ہے کہ خانپور جیسے remote علاقے میں بھی اتنے بڑے پیمانے پر دھماکا ہوتا ہے کہ پندرہ یا بیس بندے موقع پر جاں بحق ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا یہ چیز پورے پاکستان میں پھیلتی جا رہی ہے اور اس چیز کا فوری حل ڈھونڈنا ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔

اس کے علاوہ دینی مدارس کی بات ہوئی۔ دینی مدارس کے لحاظ سے شاید یہاں پر ہر بندہ agree کرتا ہو کہ extremism کی root cause یہ دینی مدارس ہی ہیں لیکن being an Islamic State ہم ان کو ختم نہیں کر سکتے ہیں لیکن ہم نے ایک ایسا system develop کرنا ہے کہ ہم نے ان دینی مدارس کو fine tune کرنا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہاں پر extremism قسم کی کوئی چیز produce نہ ہو۔ لہٰذا ہم نے ایسا system ڈھونڈنا ہے کہ ہمارے دینی مدارس میں extremism نہ پلے بڑھے۔ اس کے علاوہ لشکرجھنگوی کی بات ہوئی۔ لشکری جھنگوی کالعدم ہو جاتی ہے لیکن اس کے بعد اس کے leaders Supreme Court تک جاتے ہیں اور وہ وہاں سے

بری ہو کر واپس بھی آ جاتے ہیں۔ اس کے پیچھے کون سے factors involved ہیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ایک بندہ یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ یہ کیسے ہو گیا کیونکہ سب کو پتا ہے کہ یہ لشکرجھنگوی کن کن activities میں ملوث ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور بات جو میرے ذہن میں ہے کہ اس واقعے سے جو Hazara killing کا ابھی ہوا ہے، اس سے کچھ عرصہ پہلے Valentine's Day گزرا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ پورے پاکستان میں ہر سڑک پر مدارس نے اور جو مولوی حضرات نے funding کرکے اس کے خلاف بڑے بڑے بینرز لگائے جو ہمیں ہر جگہ نظر آئے لیکن جب اتنے بڑے level پر، اتنے بڑے scale پر انسانیت کا قتل ہوتا ہے تو وہاں پر ہمیں یہ چیز نظر نہیں آتی۔ ٹھیک ہے شیعہ کے خلاف آپ جتنے بھی ہوں لیکن everything keeping aside وہ انسان ہیں اور ان کے انسان ہونے کے ناطے آپ کا یہ حق بنتا ہے کہ آپ اس طرح کی activities کے خلاف مذمت کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ سیدہ بتول صاحبہ۔

Syed Batool Zehra Naqvi: Thank you sir. Sir, I would like to bring your attention to the fact that Shia killing is not only a case of ethnic cleansing of Hazara, it is widespread throughout the country. There are cases of target killing and myself being a Shia, I have also lost family members in targeted killing of Shia. As Danish mentioned that the target killing is also in Lahore and this is a matter of great importance that I need to emphasize that Lashkar-e-Jhangvi has been proscribed in Pakistan since 2001. The very fact is that this organization is still operating within Pakistani territory. It is something that we should all be concerned about this. I propose some solutions to this approach. Certainly, we need to provide security to our judges and the witnesses to bear against these kinds of organizations and I am willing to bring them to justice.

As Danish mentioned that these people go to the Supreme Court and they came back, acquitted from those cases. Right now, there is a case of Malik Ishaq who was implicated in 40 cases and after 14 years spending in jail, he has been acquitted from all cases and he is still working as a leader of Lashkar-e-Jhangvi. Both of these organizations take it as they hit or hurt by tomorrow. They target families of these judges, they target families of the witnesses, so that they cannot stand up and speak up against them.

My demand is that the administration should provide security to the judges, to the witnesses who come up against these people and can bring them to justice.

Secondly, there should be a targeted operation wherever Lashkar-e-Jhangvi's operators are operating because it is a clear knowledge where they are and everyone knows where they are. So, the Army and the FC need to be proactive, they need to target these people who are killing Shias and Hazaras without any discrimination. Thank you.

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب بلال صاحب۔

جناب بلال احمد: شکریہ۔ جناب والا! اصل میں جو یہ resolution آئی ہے، یہ بالکل ٹھیک ہے اور یہ بہت ہی important fact ہے اور اس پر بات ہونی چاہیے لیکن اگر میں اس کے premises کو تھوڑا سا broad

کرکے بات کرتا ہوں تو apart from شیعہ اور ہزارہ یہ .extremism always lead to terrorism یہ پوری دنیا میں ہو رہا ہے اور ہر جگہ ہوتا ہے۔ ہمیں اسے condemn کرنا چاہیے لیکن the most important thing is that what .are the reason on that آپ کراچی میں دیکھتے ہیں کہ حالات خراب ہیں۔ سارے لوگ، حکومت کے لوگ، Opposition کے لوگ سب کہتے ہیں ہم اس کو condemn کرتے ہیں اور peace ہونا چاہیے، peace ہونا چاہیے، peace ہونا چاہیے but at the end کہیں peace نہیں آتا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ یہ کام خود کروا رہے ہیں، وہی کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ So, the accountability should be .totally unbiased آپ کو ایک sector create کرنا چاہیے جس کے پاس مکمل پاور ہو کہ وہ کوئی بھی فیصلہ لے گا تو اس کا decision will be a supreme power اور اس کے خلاف آپ ایک system develop کریں اور اس کو condemn کریں کیونکہ یہ پاکستان کی economy اور پاکستان کی internal security اور پاکستان کی sovereignty کو تباہ کر رہا ہے اور internationally پاکستان کا gesture بہت خراب جا رہا ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب یاسر عباس صاحب۔

جناب یاسر عباس: شکریہ جناب سپیکر۔ میں سقلین سلیم کی قرارداد regarding shia killing کو میں completely support کرتا ہوں اور میرا تعلق کیونکہ خود گلگت بلتستان سے ہے اور گلگت بلتستان جو کبھی امن کا گہوارہ ہوا کرتا تھا اور پورے پاکستان میں اس کی امن کی مثالیں دی جاتی تھیں اور وہاں پر لوگوں کے جو آپس میں cordial relations تھے ان کی بات کی جاتی تھی۔ آج unfortunately ایسا نہیں ہے۔ اس کے کچھ reasons تھے۔ پچھلے دو دہائیوں سے شیعہ سنی آپس میں دست و گریبان ہو گئے ہیں۔ اب اس کے پیچھے کیا محرکات ہیں؟ کون سے سازشی عناصر ملوث ہیں؟ اس کے پیچھے actual reasons کیا ہیں؟ ہر پاکستان یہی سوال کرتا ہے۔

جناب سپیکر ! پچھلے دنوں گلگت میں جو واقعات ہوئے تھے۔ کوہستان میں شیعہ برادری سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کو بس اتار دیا گیا تھا، شناختی کارڈ ان کا دیکھا گیا تھا اور یہ confirm ہونے کے بعد کہ یہ شیعہ برادری سے تعلق رکھتے، ان کو قتل کیا گیا تھا۔ دوسرا واقعہ لالوسر کے مقام پر ہوا تھا۔ یہاں سے کچھ لوگ public transport پر جا رہے تھے، ان کو اسی مقام اتار کر گولیوں کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح کی صورتحال جو نہ صرف گلگت بلتستان میں ہے بلکہ پاکستان کے دوسرے حصوں میں بھی ہے جس میں کراچی بھی ہے اور خاص طور پر کوئٹہ میں بھی ہے جہاں پر ہزارہ قوم کے لوگ ہیں، جو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے سب سے peaceful and civilized قبیلہ سے رکھتے ہیں۔ ان کو ایک مخصوص سازش کے تحت نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

یہاں پر یہ بات جاننا بھی ضروری ہے کہ اس کے پیچھے آخر کیا محرکات ہیں۔ اگر ہم دیکھیں تو اس کو شیعہ سنی historical conflict کے طور پر دیکھا جا رہا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ معاملہ ایسا نہیں ہے۔ میں اپنے علاقے کی بات کروں گا۔ جناب سپیکر! گلگت بلتستان میں کبھی شیعہ کافر کا نعرہ نہیں گونجا تھا۔ وہاں پر صحابہ کو گالیاں نہیں دی گئی تھیں لیکن اب وہاں پر بھی یہ کام شروع ہو گیا ہے۔ وہاں پر ایک سنی شیعہ کافر کے نعرے بلند کرتا ہے اور دوسری طرف صحابہ کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ یہ گلگت بلتستان کے

لوگوں کا فعل نہیں ہے۔ اس بات پر ہم 100% sure ہو کر کہہ سکتے ہیں کہ گلگت بلتستان کے لوگ ایسی نیچ حرکت نہیں کر سکتے کیونکہ وہ لوگ صدیوں سے آپس میں رہ رہے ہیں۔ ان کی آپس میں رشتہ داریاں ہیں، آپس میں شادیاں کرتے ہیں لیکن آج یہ صورتحال وہاں پر دیکھنے میں آ رہی ہے۔

اب یہاں پر مدرسوں کی بات بھی کی گئی۔ مدرسوں کو criticize کرنے سے پہلے میں ایک سوال حکومت سے کرتا ہوں کہ کیا آیا جو مدرسے میں غریب طلبا ہیں وہ کس وجہ سے مدرسے میں پڑھ رہے ہیں؟ کس وجہ سے وہ extremism کی طرف جا رہے ہیں؟ کیا ان کے پاس پیسا زیادہ ہے اس لیے وہ اس طرف جا رہے ہیں؟ نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ ان کے پاس تو کھانے کے لیے بھی کچھ نہیں ہے، ان کے پاس shelter کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ وہ جس جگہ جاتے ہیں، وہ اپنے قول اور فعل کو endorse کرتے ہیں اس لیے کہ ان کے پاس اور کوئی option نہیں ہے۔ ان کو وہاں پر مفت کھانا دیا جا رہا ہے، ان کو وہاں پر مفت shelter دیا جاتا ہے۔ وہ غریب لوگوں کے بچے ہیں۔ لہٰذا ان کو indoctrinate کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کی روک تھام کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ پچھلے دنوں مجھے گلگت بلتستان جانے کا اتفاق ہوا تھا کیونکہ family میں ایک death ہوئی تھی، اس وجہ سے مجھے emergency میں by road جانا پڑا۔ میں اپنی گاڑی پر ہی جا رہا تھا تو وہاں پر security measure کے نام پر ایک convoy تھا کہ جی وہ ہمیں security دیں گے۔ وہ convoy نے سڑک پر تمام گاڑیوں کو بیچ میں لے کر چلتا ہے یعنی آگے اور پیچھے ایک ایک گاڑی ہوتی ہے۔ اس security کا یہ عالم تھا جب میں نے مانسہرہ cross کیا تو وہاں پر ہمیں روکا گیا تین گھنٹوں کے لیے کہ آپ آگے نہیں جا سکتے لیکن چونکہ میں اپنی ذاتی گاڑی میں تھا اس لیے میں آگے چلتا گیا اور میں نے دیکھا کہ آگے پولیس کی صرف ایک گاڑی تھا اور اس میں پولیس کا صرف ایک ہی اہلکار تھا اور اس کے پاس ایک ہی کلاشنکوف تھی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ پولیس والا سپرمین تھا؟ کیا وہ ایک بیٹ مین تھا؟ کیا اس کے پاس ایسی ability تھی کہ وہ اکیلا تمام لوگوں کو تحفظ دے سکتا تھا اور آنے والے دشمنوں سے اکیلا مقابلہ کر سکتا تھا؟ وہاں کی FC کی check post سے پوچھنا سے پتا چلا کہ ہماری ذمہ داری یہاں تک ہے اور یہاں سے آگے گلگت بلتستان کی forces کی ذمہ داری ہے۔ پھر آگے گلگت بلتستان کے سکاؤٹز آ گئے اور جب میں نے ان سے پوچھا کہ ہماری securityکے لیے آپ کتنے اہلکار اور کتنی گاڑیاں ساتھ ہوں گے۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے پاس تو صرف چار اہلکار ہیں لیکن ان میں سے دو یہاں پر رہیں گے اور دو آپ کے ساتھ جائیں گے۔ جناب والا! کیا یہ اجتماعی قتل کا ایک اور منصوبہ نہیں ہے کہ چار سو گاڑیاں ہوں اور صرف دو اہلکار ان کی حفاظت کے لیے ہوں۔ میں حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا navy seal سے تعلق رکھتے ہیں؟ کیا وہ اتنے trained ہیں کہ جو 15 سے 20 مسلح افراد حملہ کرنے آئیں گے ان سے مقابلہ کر سکیں گے؟ دوسری بات یہ ہے کہ ہماری forces میں resources کی کمی نہیں ہے بلکہ ان میں will power کی کمی ہے۔ ہمارے سامنے نہتے لوگوں کا قتل عام ہوتا ہے لیکن ہماری forces infiltrate کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ہمارے سامنے لوگوں کو buses سے اتار کر مارا جاتا ہے جبکہ security forces 10 feet کے فاصلے پر ہوتی ہیں لیکن یہ احساس نہیں ہوتا کہ وہ وہاں پر آ کر اس چیز کو روکیں۔

آخری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو ہم banned outfit کی بات کرتے ہیں Shia killings کے حوالے سے تو میں تمام House کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں صرف شیعہ مسلمانوں کا قتل نہیں ہو رہا ہے بلکہ یہاں پر سنی علما کا بھی قتل ہو رہا ہے، یہاں پر احمدیوں کا بھی قتل ہو رہا ہے، یہاں پر سندھ میں رہنے والی minorities کا قتل عام ہو رہا ہے۔ وہاں سے ان کی بیٹیوں کو اغوا کیا جا رہا ہے اور ساتھ ساتھ پاکستان میں رہنے والے دیگر لوگ even کراچی میں بوہریوں پر بھی حملہ ہوا تھا ایک مہنہ قبل۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ صرف پاکستان کے elements اس میں ملوث نہیں ہیں بلکہ کچھ اور elements بھی اس میں ملوث ہیں۔ اس میں پاکستان کے elements as a mouth peace and are practical tools working for our enemies and our enemies unfortunately ہمارے best friend تھے۔ یہاں پر ایران اپنی جنگ لڑ رہا ہے، یہاں پر سعودی عرب اپنی proxy war لڑ رہا ہے۔ لہٰذا Pakistan is a battleground for India, for Saudi Arabia and for Iran and if they are fighting the war inside Pakistan, if our responsibility is that we should identify them. ہم تیل کی لالچ میں اور گیس کی لالچ میں آکر اپنے نہتے لوگوں کا قتل عام ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ اسی سلسلے میں ہماری intelligence agencies پر بہت سارے سوالات ہیں۔ پاکستان کی سیاسی جماعتوں، پاکستان کی ایک سیاسی democratically elected Government کو ایک دن میں گھر بھیج سکتے ہیں۔ اگر ان کو intelligence report بھی ہوتی ہے کہ کوئٹہ میں حملہ ہونے والا ہے۔ کوئٹہ میں اس وقت یہ ہونے والا ہے۔ مہران بیس پر اس وقت حملہ ہونے والا تو کیا وہ اس چیز کا تدارک نہیں کر سکتے؟ کیا وہ اس چیز کو روک نہیں سکتے؟ جبکہ ان کو پتا ہوتا ہے کہ ایک چیز ہونے والی ہے تو آپ اس کی روک تھام کے لیے کیوں کچھ نہیں کرتے۔ آپ بعد میں آ کر اس طرح کیوں کہتے ہیں کہ یہ اس کی responsibility تھی اور یہ اس کی responsibility تھی۔ آیا آپ پاکستان کے ایک strong institution ہیں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کے institutions کے پاس resources بھی ہیں، power بھی ہے but they lack will power, they lack the value of humanity, they lack the value of brotherhood, they lack the value of peace. Thank you so much.

Mr. Speaker: Kashif Ali sahib.

Mr. Kashif Ali: Thank you Mr. Speaker. I really appreciate کہ سقلین سلیم نے اس اجلاس میں یہ ایک اہم resolution لائے۔ مجھے personally بڑا دکھ ہوتا ہے۔ Pakistan is the only country in the world جس نے پچھلے دو مہینوں میں 200 people based on their ethnicity, based on their religious affiliation have been killed اور میں seriously offend ہوا ہوں، اس لیے نہیں کہ میں شیعہ ہوں بلکہ میں سنی ہوں and I am proud of that. میں offend اس لیے ہوا ہوں کہ اس کو sectarian killing کا نام نہ دیں۔ For heaven's sake اس sectarian killing نہ کہیں کیونکہ یہ targeted killing ہے۔ آپ ایک تو ethnicity کو identify کرتے ہیں، آپ اس کو مارتے ہیں اور ان کا NIC check کرکے مارتے ہیں۔ آپ Ahmedis کو identify کرتے ہیں اور ان کو check کرکے مارتے ہیں۔ یہ targeted killing ہے and this is not sectarian conflict.

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر بڑے enlightened Youth Parliamentarians بیٹھے ہوئے ہیں اور مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ہم نے اتنی mixing کی ہے کہ ایک بات کو دوسری بات سے mix کرکے اتنا بڑا paradox create کر دیا ہے at the end of the day کہ ہمیں سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ Let us

be on the same page. ہمیں پتا ہے کہ اس سارے extremism کے roots کہاں ہیں۔ Roots ہماری اپنی غلطیوں میں ہیں۔ Pakistan State have used these elements as strategic assets, as simple as that. We know that. لہٰذا اس کو miss کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کہنا کا مطلب یہ ہے کہ let us be clear کہ کیا چل رہا ہے۔

تیسری بات میں یہ کروں گا کہ جو میرے بھائی نے کہا، جنہوں نے ابھی مجھ سے پہلے تقریر تھی کہ یہ proxy war ہے۔ جناب والا! proxy war ہر ملک کرتا ہے۔ پاکستان بھی کرتا ہے۔ ٹھیک ہے کہ سعودی عرب اور ایران بھی proxy war کر رہے ہیں لیکن Pakistani State کیا کر رہی ہے۔ Internally تو جو لوگ مار رہے ہیں ہمیں ان کو control کرنا چاہیے اور اس کا solution یہ نہیں ہے۔ میں اس چیز سے بھی بڑا offend ہوا ہوں کہ one of the Parliamentarians states that let us negotiate with them. When you say that negotiation with Lashkar-e-Jhangvi, it means you are legitimizing the violence and I am offend of that. میرا خیال یہ ہے کہ یہاں پر صرف پاکستانی سٹیٹ کا ہی نہیں ہے بلکہ یہاں پر ہر individual کا بھی role ہے اور individual کا role یہ ہے کہ stop tolerating the intolerance. جب ہم نے یہ بند کر دیا تو پاکستان میں مسائل حل ہو جائیں گے۔

اس کے حل کیا ہیں۔ ایک تو حل یہ کیا گیا کہ فوج کو بھیجا جائے لیکن ہمیشہ وہاں پر فوج سے solution نکلتا ہے جب gorilla warfare ہوتا۔ جب آپ کو پتا نہیں ہوتا کہ اس ملک کا دشمن کون ہے۔ یہاں پر آپ کا enemy identified ہے اور وہ ہے لشکرجھنگوی۔ I appreciate Miss Batool کہ انہوں نے نام لیا لیکن کسی اور نے نام نہیں لیا بلیو پارٹی میں سے۔ وہ identify کرتے ہیں اور clearly کہتے ہیں کہ ہم نے مارا ہے۔ Enemy is identified then go ahead. اس میں فوج کی کیا ضرورت ہے۔ ایسی situation میں فوج کام نہیں آتی۔ So, I am against in sending Army in Balochistan.

آخر میں، at the end of the day, یہ سارے banned groups ہیں۔ ان کو صدر مشرف نے 2004-2006 میں ban کیا تھا لیکن یہ پھر بھی کام کر رہے ہیں۔ حکومت کا roll ہے کہ ان کو check and balance کرے اور individual کا roll ہے کہ stop tolerating this intolerance. پاکستان صحیح ہو جائے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب ہاشم ملک صاحب۔

جناب ہاشم ملک: شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں سقلین صاحب کی resolution کو support کرتا ہوں لیکن ساتھ ساتھ ہمیں اور چیزوں کو بھی realize کرنا ہے کہ ہماری society میں شروع سے ہی ایسی چیزوں کو برداشت نہیں کیا گیا۔ سب سے پہلی مثال بنگلہ دیش کی ہے کہ ہم رنگ کی بنیاد پر یا زبان کی بنیاد پر لوگوں کو accept ہی نہیں کر پائے. as an individual and not as a society ہماری نسل تو grow up ہی اس وقت ہوئی ہے جب ethnic and sectarian violence اپنی peak پر تھا۔ ہمیں کم از کم یہ realize کرنا چاہیے کہ اپنے brought up کے دوران یہ سب کچھ ہوا ہے، ہمیں یہ بھی realize کرنا چاہیے ہم as an individual کیا roll perform کر رہے ہیں۔ حکومت کو blame کر کے رات کو اچھی نیند سونا تو سب سے اچھی بات ہے لیکن جو ہم خود roll perform کر رہے ہیں اس کو ہمیں notice کرنا ہے۔ اس میں میں نہ صرف individual بلکہ institutions کی طرف بھی توجہ دلوانا چاہوں گا۔ حکومت نے کوتاہی کی ہے یہ میں بالکل مانتا ہوں، حکومت قصوروار ہے اس معاملے میں اور اس سلسلے میں میں ایک اور چیز کی طرف بھی notice دلانا چاہوں گا کہ

جو IG Balochistan کی posting ابھی ہوئی ہے، ان کی ابھی بھی meetings ہوئی ہیں with the banned outfits and his affiliations بھی لشکر جھنگوی کے ساتھ رہی ہیں۔ انہوں نے ان کے ساتھ meetings کی ہیں اور ان کے بندوں کو چھڑوایا ہے جوکہ sectarian violence میں involve تھے اور ان کی posting وہاں بلوچستان میں رہی ہے۔ دوسری بات ملک اسحاق کے متعلق ہے کہ ان کے خلاف 97 murders کا allegation تھا۔ میڈم صاحبہ! آپ نے ان کی طرف ہماری توجہ کروائی تھی، ان کو بھی عدالت نے چھوڑ دیا، گورنمنٹ نے نہیں چھوڑا عدالت نے چھوڑا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس میں judiciary بھی involve ہوئی، FC بھی involve ہوئی، گورنمنٹ بھی involve ہوئی اور سب سے بڑی طاقت ایک ممبر پر بیٹھا ہوا ایک مولوی ہے جو اپنے خطبے کے دوران لوگوں کے ذہن میں زہر بھرتا ہے، کیا ہم اس factor کو ignore کرسکتے ہیں؟ میری زندگی سے related یہ دو مثالیں ہیں کہ جو باتیں لوگوں کی ذہن میں ہوتی ہیں۔2010 میں عیسائیوں کی عبادت گاہ پر attack ہوا اور لوگوں نے مجھے کہا کہ اچھا ہوا کہ یہ جہنمی یہاں سے eliminate ہونے چاہییں۔ ایک اور جو مثال دینا چاہ رہا ہوں کہ وہ ایک individual voice ہے ۔ ایک میری aunty جو کہ میرے دوست کی والدہ ہے انہوں نے جب ہزارہ killing پر protest ہو رہا تھا فرمایا اور در اصل ان کو کوئی حدیث یاد آگئی کہ قبریں تو مردوں کی منتظر ہوتی ہیں، ان کو دیکھو ہی تو انہیں یہاں رکھ کر ظلم کر رہے ہیں۔ جب اس قسم کے biases لوگوں کے ذہن میں ہوں گے تو پھر گورنمنٹ وہاں پر کیا کرے گی۔ سب سے پہلے ہم اپنے ذہن تو تبدیل کریں۔ میرا ہم سے مراد یہ پارلیمنٹ نہیں ساری قوم ہے۔ اگر میرے point of view سے کوئی agree نہیں کرتا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ ابھی یہ resolutionشیعہ حضرات کو support کر رہی ہے اور میں بالکل اس بات کو مانتا ہوں لیکن ابھی recent trend شروع ہو گیا ہے کہ سندھ میں جو recent دھماکے ہوئے ہیں، ایک کل ہوا ہے اور ایک چار دن پہلے یہ درباروں پر ہوئے ہیں۔ اگر میں اس چیز کا follower ہوں تو مجھے جانے دو اور جینے دو آپ کے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہے، اگر میں اس چیز کو follow نہیں کرتا تو آپ کا یہ حق نہیں ہے کہ آپ مجھے اٹھ کر قتل کر دیں۔ ہمیں اس ذہن کو تبدیل کرنا ہے کہ اس میں صرف شیعہ نہیں ہیں، شیعوں کو تو ہم بھول ہی گئے جو پارہ چنار میں رستے بند کر کے دو سال سے کھڑے ہوئے ہیں، ہمیں تو افغانستان سے ہو کر واپس اپنے ملک میں آنا پڑا کیوں کہ دونوں طرف سے رستے بند تھے،یہ توری قبیلہ اور بنگش قبیلہ تھے ہمیں کوئی ان کا احساس ہوا ہے۔ہمارے ہزارہ کے لوگ فیض آباد سے آگے اسلام آباد میں آ کر بیٹھ گئے تو تب اسلام آباد والوں کو احساس ہوا کہ ہزارہ کے لوگوں کے ساتھ بھی کوئی مسئلہ پیدا ہوا ہے۔ ہمیں ان چیزوں کے لیے احساس پیدا کرنا ہے کہ ہم انفرادی طور پر اپنے ملک کے لیے کیا کر رہے ہیں اور ہماری اس نسل کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اس تعصب کو آگے آنے والی نسل کو منتقل نہ کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر(وزیر جوگزئی): جناب نجم میمن صاحب۔

جناب نجم میمن: جناب سپیکر! ثقلین صاحب نے جو قرار پاس کرنے کے لیے forward کی ہے میں اس قرار داد کی support کرتا ہوں ۔ میں اس کو broader level میں لینا چاہتا ہوں۔ جس طرح ابھی میرے بھائی نے بات کی کہ توری اور بنگش قبیلے جو شیعہ کمیونٹی سے تعلق رکھتے ہیں وہ افغانستان میں پھنسے گئے تھے، ان کو میڈیا کی coverage نہ ملنے کی وجہ سے ہم میں سے کسی کو پتا نہیں ہے ، ہزارہ کمیونٹی کو

میڈیا کی coverage ملی ہے تو سب کو ان کی killings کم پتا چلا۔ اسی طرح کراچی میں ہندو کو مسلمان بنانے کی جو forced conversion ہو رہی ہے ، اسی طرح پاکستان کے جو fiends provinces ہیں اس طرح کے کافی cases چل رہے ہیں جن کی root cause religion ہے۔ یہاں پر آپ دیکھ لیں religion ہے، بلوچستان میں ایران جانے والے بندوں کی جو target killing ہو رہی ہے وہاں پر religion استعمال ہو رہاہے۔ سندھ میں دیکھیں جو ہندو minority کے ساتھ ہو رہا ہے وہاں پر بھی religion element موجود ہے۔ پشاور میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی religion element ہے۔ پاکستان کی گورنمنٹ کو کچھ ایسا کرنا چاہیے کہ وہ ایک علماء کی کونسل بنائے جس میں علماء کی registration ہو اور ان کے ساتھ پھر interpreted conferences ہوں جس کے ذریعے ان کے views لیے جانے چاہییں۔ اس طرح ایک پالیسی formulate کرنی چاہیے کہ پاکستان کو کس direction میں لایا جانا چاہیے۔ یہاں پر کچھ اس طرح کی باتیں ہو رہی ہیں کہ علماء لوگوں کے ذہنوں میں زہر بھرتے ہیں، اس طرح کی بات نہیں ہونی چاہیے۔ گورنمنٹ کو یہ کرنا چاہیے کہ وہ علماء کو legalize کرے جن religious sects علماء belong کرتے ہیں جیسے میں نے پہلے کہا کہ ان کے لیے ایک forum بنائیں اور ان کو سامنے لایا جائے ان کے اپنے اپنے views لیے جائیں اور اس طرح ایک moderate پالیسی بنا لیں جس کے مطابق ایک harmony create ہو جائے اور جو مذہب نام پر اتنی killings ہو رہی ہیں وہ نہ ہوں۔

اگر ہم غور کریں تو اس میں ہماری judiciary کا بہت بڑا role ہے۔ ہمارے ایک بھائی نے کہا کہ ایک proxy war جاری ہے۔ یہ proxy war exactly ہو رہی ہے اور اس چیز کو ہم deny نہیں کر سکتے۔ بلوچستان اور سندھ اس چیز کا بہت بڑا target بنے ہوئے ہیں۔بلوچستان میں ذرا دیکھیں تو اس میں RAW, ایران اور افغانستان وغیرہ ملوث ہیں، اس پر ہماری sovereignty compromise ہو چکی ہے۔حکومت پاکستان اور ہماری judiciary کو law enforcement agencies کو ایک غیر متعصب اتھارٹی دیں کہ جو جو killers ہیں وہ ان کوختم کر دیں اور kill کر دیں بجائے اس کے کہ ان کو موقع مل جائے کہ وہ چار سو تک پاکستانی لوگوں کو قتل کر دیں۔ ہمیں ان سے نہیں ڈرنا چاہیے۔گورنمنٹ آف پاکستان کے کنٹرول میں law enforcement agencies ہیں اور وہ یہ سب کچھ کر سکتی ہے تو وہ ایسا کیوں نہیں کر رہی۔ ہماری ایک will power ہو نی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب ارسلان صدیقی۔

جناب ارسلان صدیقی: جناب سپیکر، میں اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں جو ثقلین صاحب نے پیش کی ہے۔

I would like just to add a point although I have heard quite a few nice opinions by my fellow parliamentarians. The only thing is that some sort of religious studies which are unbiased and non cleric based should be introduced into the system. Just for that the understanding which should be more of individual capacity employing Quranic teaching and the Sunnah of Prophet (PBUH) should be included. This would then hinder all these opinions which are Mulsim-based on what clerks do teach the local populous.

Secondly, there is a point which was made by quite a few of the parliamentarians that these sorts of cases in regard to terrorists taken to courts which do not find proper evidence. The reason is that people do back from their evidence as they do not have testimonial protection in the country. Probably later on I

myself will forward a resolution in regards to that. I do congratulate Mr. Saqlain on bringing a very pertinent issue and there are quite good opinions which have been given over here. Thank you.

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ اکرمین عرفان صاحبہ۔

Mohterma Akermeen Irfan: Thank you Mr. Speaker for the recognition. I would like to congratulate Mr. Saqlain Saleem for bringing a very pertinent issue. The most important thing to which I agree keeping in view the backdrop of Catholic and Protestant.

یورپ میں catholic and protestant کے درمیان اتنی زیادہ لڑائیاں شروع ہو گئیں تھیں کہ انہوں نے سٹیٹ کو
secularize کر دیااور یہ ایک political solution تھا to curb the atrocities that were taking place اگر اس بات کو
ہم آگے لے کر آئیں اور آج کے دور میں apply کریں تو you would realize it as a political solution آپ کے
آئین میں minorities کے لیے بہت ضروری ہے کہ آپ proper laws frame کریں اور broader frame پر work
کریں اور realize کریں کہ آپ کی جو security institutions ہیں ان کو strengthen اور depoliticize کرنے کی
ضرورت ہے۔ ہم لوگوں پر crack down اتنا بھی نہیں کر پاتے کہ ان کو control کیا جا سکے۔ ہم میں بھی کچھ
ایسے یزیدی لوگ ہیں جو کہ موقع پرست ہیں اور وہ اس قسم کی چیزوں سے اپنے فائدے نکالتے ہیں تو unless
and until آپ security institutions کو depoliticize and strengthen نہیں کر پاتے تو you can do nothing about
it. ہمیں as a civil society یہ مشکل آتی ہے کہ جب لوگ دو سو لاشوں کے ساتھ باہر بیٹھے ہوتے ہیں تو وہ
صرف شیعہ کمیونٹی کے لوگ ہی ہوتے ہیں۔ اب sunnies need to be come out and everyone needs to come
out. جب ہندوستان میں ایک لڑکی کی بے رحمتی ہوتی ہے اور پورا انڈیا باہر آ جاتا ہے تو it is only one girl
over here but these are two hundred people, two hundred human passed away and nobody is coming out. I
realize and recognize the fact that silence will encourage this Shia genocide. اور صرف اس خول میں بیٹھنے
سے as parliamentarians debating over this is not enough. You need to come out. جب تک آپ اپنی طرف
سے ایک resolution نہیں لائیں گے اور ان لوگوں کے ساتھ solidarity show نہیں کریں گے تو

I don't think any different thing will be brought about. I understand if we are debating upon the issue of importance but according to Youth Parliament we really need to take the next step and do something very substantial about this. Thank you.

Mr. Speaker: Thank you. Now Mr. Ali Humayyun Zafar sahib.

Mr. Ali Humayyun Zafar: Sir, I just want to make an amendment that in place of "this House is of the opinion that the issue Shia killing", It has to be the issue of "target killing". Let me remind you in 2010 at Karachi 890 people were killed, in 2011, 4217 people were killed, in 2002, 5882 people were killed according to the survey headed by Ahmed Chino.

کیا جناح ہسپتال کا بھرا ہوا morgue کسی کو نظر نہیں آتا؟ ہر وقت target killing کی بنیاد پر وہاں لاشیں لائی
جاتی ہیں۔ I am supporting her obviously ٹھیک ہے کہ یہ غلط ہو رہا ہے لیکن آپ اس سے پہلے دیکھیں کہ
کراچی میں کیا ہو رہا ہے ، آپ نے اس پر کبھی نظر نہیں ڈالی۔ حال ہی میں کراچی میں National Medical
Centre میں آگ لگی تھی ، جہاں پر ambulances وغیرہ کام آئی تھیں، جب ان کے ڈسٹرکٹ آفیسر سے پوچھا گیا

کہ یہ کیوں نہیں آئیں تو انہوں نے کہا کہ کٹھی پہاڑی اور FB area میں ہماری ambulances لاشیں اٹھانے گئی ہوئی ہیں۔ ہمارے پاس تو ambulances ہیں ہی نہیں اور اگر کوئی massacre ہو جائے تو اس کے rescue کے لیے ہمارے پاس ambulances نہیں ہوتیں لیکن یہ صرف لاشیں اٹھانے کے لیے بچی ہوئی ہیں۔ میں اس لیے suggest کروں گا کہ یہاں پر شیعہ killing کی جگہ target killing ہونا چاہیے۔

Mr. Speaker: Or oblique target killing. Now only one Speaker left, Mr. Ejaz Sarwar sahib.

جناب عجاز سرور: ہم نے ابھی تک جو بات کی ہے وہ Government failure کی بات کی ہے۔ ہم نے اس چیز کو realize نہیں کیا کہ یہ صرف Government کا failure نہیں ہے بلکہ بطور معاشرہ ہم سب اس کے ذمہ دار ہیں۔ ہمارے ہاں جیسے کہ کہا گیا کہ مسلک بنیا د پر killings ہو رہی ہیں لیکن یہ نہ صرف مسلک کی بنیاد پر ہیں بلکہ صوبائیت، نسل پرستی اور پارٹی کی بنیاد پر بھی ہمارہ معاشرہ divide ہو چکا ہے۔ ہمارے سامنے اس قسم کی باتیں ہمارے دوست پھیلاتے ہیں اور فساد کرواتے ہیں۔ میرے ایک دوست نے یہاں بات کی کہwe have to stop intolerance بالکل اب ہمیں اس طرف جانا ہو گا اور اس کی طرف ہم کیسے جا سکتے ہیں جیسے پہلے بات ہوئی ہمیں علماء کو اس مسئلے میں involve کرنا ہو گا لیکن صرف علماء کو اس میں involve کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ ہمیں چاہیے کہ نہ صرف علماء، سیاسی پارٹیاں ، یوتھ اور پورا معاشرہ ہم سب ایک page پر ہوں اور ہم ایک national drive چلائیں اور اس میں civil societies کے مختلف رائے رکھنے والے لوگوں کو بھی شامل کریں اور اس drive میں ہمیں میڈیا کا استعمال بھی کرنا ہو گا اور ایک symbol کے سائے میں intolerance کے خلاف campaign چلانی ہو گی۔ یہ صرف bad governance کا issue نہیں ہے بلکہ یہ ایک social failure ہے۔ اس social failure کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر ایک social attitude, social norms, social behaviours ایسے بن چکے ہیں اور یہ پچھلے تین سالوں سے نہیں بلکہ کئی سالوں کے بعد اس حد تک develop ہو گئے ہیں اور ان کو counter کرنے کے لیے ایک long term policy چاہیے، ہمیں اس کے خلاف intellectual answer float کرنا ہو گا۔ جیسے عدنان صاحب نے بات کی کہ ہمیں اپنے نصاب کے اندر یہ بات include کرنی ہو گی کہ ہمیں کس طرح اپنے بچوں میں tolerance promote کرنا ہے اور یہ ایک بہت اہم چیز ہے کیونکہ اگر ہم اپنے آنے والے نسل میں اس چیز کو promote نہیں کرتے تو یہ کام چلتا ہی رہے گا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے کاشف صاحب نے بات کی کہ Army has to go and kill the *lushker-e-Jhangvi* militants. ٹھیک ہے لشکر جھنگوی مار رہی ہے لیکن یہ مسئلہ صرف اور صرف آرمی سے حل نہیں ہو گا، یہ ایک intelligent failure ہے۔ اگر ہم آرمی کو employ کریں گے یہ کسی ایک ایریا میں نہیں ہیں they are very deceptive speedy people. وہ کسی کو مارتے ہیں اور اس کے بعد وہ کسی اور جگہ چلے جاتے ہیں اور نہیں ملتے۔ اگر ہم attack کریں گے تو ہمیں بہت کم کامیابی ہو گی۔ ہمیں ایک strong intelligent network بنانا ہو گااور اس network کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ آرمی کی طرف سے ہی ہو، ہماری پیراملٹری فورسز، رینجرز، پولیس کے پیش نظر ہمیں ایک کافی strong work کی طرف جانا ہو گااور صرف اور صرف ایک strong intelligence work سے ہی شیعہ killings, target killings اور سیاسی killings کو ختم کر سکتے ہیں اور اس کے علاوہ میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ بلوچستان میں جو گورنر rule لگایا گیا ہے میرے

خیال میں بحیثیت ممبر پارلیمنٹ اور democracy کا supporter ہونے کے ناطے میں اس کو condemn کرتا ہوں کیونکہ 1997 کے اندر جب PNA کی movement چل رہی تھی تو بھٹو صاحب نے کراچی ، حیدرآباد اور لاہور میں منی مارشل لاء لگا دیا تھا اور اس منی مارشل لاء کا یہ نتیجہ ہوا کہ آرمی کو space ملا ، اب یہ بات بھی ہو رہی ہے کہ کوئٹہ میں آرمی کو deploy کر دیا جائے اور میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ ہمیں اس طرف نہیں جانا چاہیے۔ اگر ہم آرمی کو breathing space دیں گےتو وہ بڑھتے ہی چلے جائیں گے۔ ان تمام مسائل کا حل جمہوریت میں ہے، جہوری نظام کو استعمال کر کے ہمیں ان مسائل کو حل کرنا ہے اور کوئٹہ کے اندر میں اس بات کو purpose کروں گا کہ جمہوری حکومت کو بحال کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ زیب افسر۔

محترمہ زیب افسر: شکریہ جناب سپیکر! میں صرف ان مسئلوں کو حل کرنے کے لیے کچھ نقاط کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ یہاں پر صرف شیعہ کی killing نہیں ہے بلکہ سنی، سنی کو بھی برداشت نہیں کرتا، ہر ایک کا یہاں پر مسئلہ ہے، یہ سب باتیں یہاں پر ہو چکی ہیں، یہ صرف کراچی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پورے ملک کا یہ مسئلہ ہے۔ میرے خیال میں اس religious tolerance کو ختم کرنے کے لیے ہمیں اپنے curriculum میں change کرنے کی انتہائی ضرورت ہے۔ اس پر ہمیں کام کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہمارے مسلم mind کے اندر کچھ غلط چیزیں ڈالی جا رہی ہیں۔ ہم سے سب سے پہلے یہ پوچھا جاتا ہے کہ تم سنی ہو یا شیعہ ہو، اس concept کو ختم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس چیز سے پورا ہاؤس متفق ہے کہ فوج کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ ملک کے اندر جنگ لڑے۔ میری تجویز یہ ہے کہ ہمارا ایک defined Security Department ہونا چاہیے جسے ہم اس وقت lack کر رہے ہیں، پولیس کے پاس وہ سب equipment نہیں ہےجو کہ آرمی کے پاس equipment ہے اور آرمی اس کام کو کرنے کے لیے liable نہیں ہے کہ ملک کے اندر یہ سب کام کرے۔میرا خیال ہے کہ پولیس ہر گھر کو جانتی ہے کیونکہ ہر ایریا کے قریب ایک پولیس اسٹیشن ہے ۔ اس لیے اس وقت پولیس کو equip کرنے کی ضرورت ہے اور اسے politicized ہونے سے روکنا چاہیے، اس وقت پولیس کا department بہت زیادہ politicized ہے۔

میرا یہ بھی خیال ہے کہ اس میں judiciary کا اتنا قصور نہیں ہے کیوں کہ witness ہی موجود نہیں ہے تو اس کے لیے ہمیں strong witnesses لانے چاہییں اور ان کو protect کرنے کی ضرورت ہے اور proper witnesses کے ساتھ آنا چاہیے۔ ابھی ایک کشمیری کو انڈیا کی عدالت نے موت کی سزا دی ہے اور اسے hang کر دیا گیا ہے تو اس پر لوگ آہ بکا کر رہے ہیں کہ اس کا judicial قتل ہوا ہے۔ میری تجویز ہے کہ اس چیز کو روکنے کے لیے کہ بعد میں لوگ کہیں کہ ہمارے آدمی کا judicial قتل ہوا تو اس کے لیےproper witnesses کا ہونا بہت ضروری ہے۔

جیسے کہ کاشف صاحب نے کہا کہ terrorists کے ساتھ مذاکرات نہیں کرنے چاہییں۔ کیوں نہیں، جب آپ امریکہ سے مذاکرات کر سکتے ہیں جو ہمارے لوگوں پر drone attacks کرتا ہے اور ہمارے لوگوں کو روز مار رہا ہے تو آپ اپنے لوگوں سے مذاکرات کیوں نہیں کر سکتے؟ میرا خیال ہے کہ ایک راستا ضرور کھلنا

چاہیے اور ان کو فوری طور پر کہہ دینا چاہیے کہ جو آپ کر رہے ہیں اس کے باعث you have no place here in our country اگر کرنے سے وہ یہاں settle ہو سکتے ہیں تو ہم ان سے اس طرح کی بات کیوں نہیں کر سکتے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب عمر اویس صاحب۔

جناب عمر اویس: شکریہ جناب سپیکر ! آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے۔ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر نمائندے نے short term solution پر زیادہ stress کیا ہے۔ میں اس ایوان کے سامنے ایک نکتہ رکھنا چاہتا ہوں کہ مجھے آج تک اس چیز کا پتا نہیں چلا کہ اس مسئلے کی شروعات کہاں سے ہوئیں تو ہمیں long term solution کی طرف سوچنا پڑے گا۔ اکرمین نے long term solution کی بات کی کہ institution کوsecular ہونا چاہیے۔ اس پر ہمارے دوستوں نے بات کی ہے۔ جب تک اس مسئلے کے لیے ہم اپنے long term solution نہیں دیکھیں گے تو اس کو حل نہیں کیا جا سکتا۔ ثقلین کی اس قرارداد میں یہ لکھا ہوا ہے کہ Government of Pakistan should look for the ways to resolve گورنمنٹ کے ساتھ ہمیں as a community اس چیز کو resist کرنا پڑے گا۔ کمیونٹی میں ہمیں split home create کرنے پڑیں گے کہ ایک بچہ گھرسے یہ چیز سیکھے کہ یہ قتل عام غلط بات ہے ، جھوٹ بولنا غلط ہے،جب تک کمیونٹی کے curriculumمیں اس قسم کی چیزوں میں شامل نہیں کریں گے تو اس کا حل موجود نہیں ہے۔ معاشرے کو جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں کئی قسم کی برائیاں نظر آتی ہیں۔ ہم لوگ ایسی games کھیل رہے ہیں جو ہمیں غلط directions میں لے جا رہی ہیں اور ہم ان کے عادی بھی ہوتے جا رہے ہیں۔ اب ایک بھائی دوسرے بھائی کے گریبان میں ہاتھ ڈالنے سے نہیں جھجک محسوس نہیں کرتا۔ ہم اس طرح اپنے ملک کی بنیاد جس چیز پر رکھی گئی تھی اس کو بھول گئے ہیں۔ ہمیں اپنے ملک کی بنیاد کو دیکھنا پڑے گا، ہمیں خود ساختہ اسلام کو پھینک دینا پڑے گا۔ کیوں؟ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اسلام کی ایسی بنیادیں رکھیں اور efforts کی ہیں جو لوگوں کو مسلمان بنانے کے لیے تھیں لیکن آج کی ہماری کمیونٹی اول ملا کہتا ہے کہ تو کافر ہے تو کافر ہے، تو یہ کام نہیں کرتا اس لیے تو کافر ہے، ہم اس طرف زیادہ concentrate کر رہے ہیں۔ ہمیں grass root پر جا کر چیزوں کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی پڑے گی کیونکہ یہ کوئی ایک دن کا بنایا ہوا مسئلہ ہے ، ہمیں شاید اسے ٹھیک کرنے کے لیے دس تابارہ سال لگ جائیں تو یہ ایک long term مسئلہ ہے۔

جناب! اس کے علاوہ ماحول بہت اہمیت رکھتا ہے۔ الکاپینو کو جو ماحول ملا اگر وہ مجھے بھی ملتا تو میں بھی ایک American gangster ہی بنتا اور اگر الکاپینو کو میرا یا اس ایوان میں بیٹھے ہوئے لوگوں کا ماحول ملتا تو وہ ایک responsible citizen بنتا۔ اس لیے بہت اہمیت رکھتا ہے، ہمیں اپنے ماحول کو بہت بہتر بنانا پڑے گا۔Similarities پر بہت concentrate کرنا پڑے گا۔ Differences ہر کمیونٹی میں exist کرتے ہیں۔ Black اورWhite کے درمیان بھی exist کرتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو قبرستانوں میں دفن نہیں ہونے دیتے تھے لیکن آج White Black کو vote کر رہے ہیں۔ انہوں civil wars لڑیں، انہوں نے نہ جانے کیا کیا جنگ لڑیں محض اس لیے کہ تم بلیک ہو اور وائٹ ہوں لیکن ہم بھی اسی طرح کی civil war میں ہیں۔ اس میں آرمی کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہیے، جس لیول پر بھی وہ کر سکتے ہیں لیکن democracy is the only solution اور

ہمیں اس طرف نہیں بڑھنا چاہیے جو راستا ایک destruction کا ہو۔ ہماری آرمی میں بھی اب یہ چیز آ چکی ہے اور ہمارے politicians نے بھی ان کے راستے بند کر دیے ہیں۔ ہمیں اب اپنے سیاستدانوں اور معاشرے پر اعتماد کرنا چاہیے کہ انہوں نے جو راستے اب بند کیے ہیں اب وہ بند ہی رہیں گے اور اگر ان کو کسی نے توڑنے کی کوشش کی تو جو لوگ پہلے نہیں نکلے تھے وہ بھی اب سڑکوں پر نکلیں گے۔ ہماری سوسائٹی اب political level پر اتنی enlightened ہو گئی ہے کہ وہ اس قسم کی جسارت کے خلاف resist کریں گے اور نہیں تو social media پر کم ازکم ضرور resist کریں گےمیں آخر میں یہ کہوں گا کہ یہ پلیٹ فارم بہت اہم ہے اور long terkm solution بہت important ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

Now I put the resolution to the vote. This House is of the opinion that the issue of the Shia/target killing in Pakistan is of grave nature, the Government of Pakistan should look for the ways to resolve the issues of Shia/target killings which has seriously aggravated not only up to Hazara Community but across the whole country. The culprits should be punished according to the law with an iron fest that creates an example for extremists and terrorists' mindsets who muddle in the people religious affairs.

(The resolution was adopted)

Mr. Speaker: Consequently, the resolution is adopted. Before I proceed to the next resolution

آپ نے اس پر بہت سیر حاصل بحث کی ہے اور میں suggest کروں گا کہ کچھ باتیں یہاں پر ہوئیں جو بڑی دلچسپی کی حامل ہیں جیسے کہ محترمہ اکرمین نے suggest کیا ہے in the historical perspective کہ یورپ میں کیسے renaissance آیا اور پھر کس طریقے سے religious intolerance کے یورپین victim بنے ۔ ہمارے ملک سے زیادہ acquisition کے زمانے میں ظلم یورپ میں ہوا ہے، اس کے بعد میں بھی۔ بد قسمتی سے ہمارے بابا اردو عبدالحق نے اردو میں ترجمہ کرتے ہوئےsecularکو کافر لکھ دیا ہے جب کہ secular کافر نہیں ہے۔ اب اس ترجمے کو کون ٹھیک کرے، اب پتا نہیں یہ ہو سکے یا نہیں لیکن ہمیں mindset بدلنا ہو گا اور ہم secular کو کافر نہ کہیں اور democracy ہی اس ملک کی ضمانت ہے اور یہ ساری قباحتیں شاید آپ کی سوچ میں پنہاں ہیں، آپ اس کو ذرا اور develop کریں، ایک اورسوچ آپ کے دماغوں سے نکل آئے گی۔شکریہ۔

Now I am over to the next resolution stands in the name of Arslan Ali sahib.

"This House is of the opinion that the creation of Election Commission of Pakistan was made after the full and complete consensus from all the political parties present in the Parliament. Thus no outside and undemocratic force should be allowed to raise question on the biasness of Election Commission."

جناب ارسلان علی: محترم جناب سپیکر! میں اپنی اس resolution کے through ان تمام forces کو condemn کرنا چاہتا ہوں جو الیکشن کمیشن کو dissolve کرنے کی unconstitutional demand کر رہے ہیں۔ میرے نزدیک ان کی دہری شہریت اور intention پر کوئی خاص سوال نہیں ہے لیکن این کی timing ایسی ہے جس کے through elections کے postpone ہونے کے کافی امکانات بڑھ گئے ہیں۔ جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ یہ ایوان اس قرار داد کو پاس کرے اور جلد از جلد الیکشن کروائے جائیں۔ میں اپنی بات ان الفاظ پرختم کروں گا کہ الیکشن ایک مجبوری ہے اور الیکشن جلد ضروری ہےشکریہ۔

جناب سپیکر: جی اسماعیلی صاحب۔

جناب امین اسماعیلی: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ میں سب سے پہلے تو اپنے ارسلان بھائی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ resolution پیش کیا۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ کسی بھی غیر سیاسی قوت یا anti-democratic force or third force کو ہرگز یہ اجازت نہیں دینی چاہیے کہ وہ پورے سسٹم کو derail کرے یا کسی نہ کسی بہانے سے خواہ وہ کرپشن کا بہانہ ہی کیوں نہ ہو اس کے نام پر اس پورے سسٹم کا بسترا گول نہ کرے۔ ہمیں اس ہاؤس کے توسط سے یہ عہد کرنا چاہیے کہ ایسی forces کے خلاف ہم اٹھ کھڑے ہوں اور ہم ان لوگوں کا ساتھ بھی نہیں دیں گے جن کی ڈوریں anti-democratic forces کے ہاتھ میں ہیں۔ ہمیں اس چیز کا پتا ہے کہ پچھلے دوروں میں ہم پر کونسی forces impose کی گئی تھیں، کون اس سسٹم کو derail کرنا چاہ رہے اور Election Commission of Pakistan کو controversial بنا رہا ہے اور سپریم کورٹ میں بھی اس کے خلاف گئی تھی جو پچھلے دنوں میں reject کی گئی تھی۔ میں اس ہاؤس کے توسط سے ایک petition اور suggestion بھی دینا چاہوں گا کہ as a Youth Parliamentarian ہمیں الیکشن کمیشن تک مارچ کرنا چاہیے اسے strengthen and support کرنے کے لیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ اکرمین صاحبہ۔

Mohterma Akrameen Irfan: Thank you honourable Speaker. I would like to congratulate Mr. Arslan Ali on presenting the resolution, however, I have a few reservations regarding this resolution. As far as undemocratic forces are concerned, I agree to the extent that undemocratic forces should not be allowed to question Election Commission but we need to realize that to question to us and to range of turn is the beauty of democracy and until and unless you can do that like every institution in this country is prone to corruption is prone to going wrong, so until and unless civil society and other responsible institutions can question you therefore, you cannot call that system democratic. So, I don't think that questioning the Election Commission or raising your concern against the Election Commission, it should be seen as a move to derail democracy. Even the beauty of democracy is at least questioning what is happening in your country. Accountability in a country is only possible when responsible institutions and civil society can actually question what is happening regarding them. I do agree to the fact that the elections are the need of the hour and they are really important and they should take place. However, Election Commission کو ایک ایسا عہدہ دے دینا کہ اس کو کوئی question نہیں کر سکتا، اس کی integrity کو کوئی پوچھ نہیں سکتا تاکہ اس کی accountability کوئی نہ کر سکے۔ یہ غلط ہے۔ I agree to its constitution on the basis کہ شاید undemocratic forces بھی یہ کام نہ کر سکیں لیکن جہاں تک باقی سول سوسائٹی اور institution کا سوال ہے I think to question is the right of every person in the democracy. شکریہ۔

جناب سپیکر: شیخ حماد امجد صاحب۔

شیخ حماد امجد: جناب! جیسے کہ بات کی گئی کہ undemocratic forces کو allow نہیں کرنا چاہیے کہ وہ سسٹم کو change کریں۔ جناب ! یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ واقعی ہم سسٹم کو change کرنا چاہتے ہیں، اس کا حصہ بنے بغیر۔ اگرہمارا trend دیکھیں کہ جو بھی اچھا ہے یا برا ہے وہ یونیورسٹی سے

graduation کرتا ہے، کیا وہ multi national کو چھوڑ کر گورنمنٹ سروس کو join کرتا ہے۔ ہماری majority of graduates یہی خواب دیکھتے ہیں کہ graduate ہونے کے بعد multi national میں کام کریں تاکہ وہاں سے اچھے پیسے ملیں۔ جناب! پچھلے دو تین سال سے CSS کے exams میں record students appear ہو رہا ہے۔ وہ صرف اس لیے exams میں نہیں بیٹھ رہے کہ انہوں نے گورنمنٹ سروس میں آنا ہے، وہ اس لیے بیٹھ رہا ہے کہ اس کو کسی اور جگہ اچھی opportunities نہیں مل رہی ہیں۔ ہمیں پہلے تو اس mindset کو بدلنا ہو گا، سسٹم کو بدلنے کے لیے ہمیں آگے آنا ہو گا اور اس سسٹم کا حصہ بننا پڑے گا۔ کیا کبھی قادری صاحب نے کنیڈا میں جاکر homosexuality یا اور لوگوں کو challengeکیا ہے ، کیا انہوں نے وہاں کے سپریم کورٹ کو چیلنج کیا ہے یا وہاں کے الیکشن کمیشن کو چیلنج کیا اور وہ اچانک نازل ہوئے اور انہوں نے الیکشن کمیشن کو کہا کہ یہ unconstitutional ہے اور اس میں amendments ہونی چاہیے۔ یہ تو جناب! پی پی پی اور پی ایم ایل کی majority تھی کہ انہوں نے باہر کی طاقتوں کو اپنے ساتھ ملایا اور وہ public opinion جو کہ ان کے خلاف بھی تھی ان کے بھی لے کر وہ آگے چلے۔ ورنہ پارلیمنٹ کے جو حصہ نہیں ہیں یعنی جو forces Parliament کا حصہ بھی نہیں ہیں وہ کیسے ان اداروں کو یا سرکاری اداروں کو challenge کر سکتے ہیں۔ اس میں یہ بات بھی ہے کہ ہمیں institutions کو بھی دیکھنا پڑے گا اور اداروں کا رول بھی اہمیت رکھتاہےلیکن ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ سسٹم کیا ہے، سسٹم میں بھی ہمارے جیسے ہی لوگ ہیں وہ کوئی آسمان سے نازل نہیں ہوتے، ہم لوگ ہی سسٹم کا حصہ ہوتے ہیں تو ہمیں اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ اگر ہم status quo کو change کرنا ہے تو پھر ہمارے لیے status quo کاحصہ بننا ضروری ہے۔ اس کے لیے youth کو بھی آگے آنا پڑے گاورنہ باہر بیٹھ کر ، تنقید کر کے سسٹم کو change نہیں کر سکتے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب اعجاز سرور صاحب۔

Mr. Ejaz Sarwar: Mr. Speaker, I would like to comment on formation of Election Commission. According to the Article 213(2)(a) of Constitution

اس میں یہ requirement ہے کہ اس کا Election Commissioners اور اس کے جو صوبائی members ہوں ان کو پارلیمانی کمیٹی ان کو nominate کرے اور پارلیمانی کمیٹی کے consensus سے انہیں appoint کیا جائے۔ چیف الیکشن کمیشن کی appointment میں اس چیز کو مدنظر رکھا گیا ہے لیکن جو الیکشن کمیشن کے صوبائی ممبرز ہیں ان کی جب appointment ہوئی تو آئین کے اس آرٹیکل کو follow نہیں کیا گیا۔ پورے ملک میں اس کے اوپر سوالات اٹھے ہیں اور میں بھی آئین کی اس خلاف ورزی پر سوالات اٹھانا چاہوں گا اور پاکستان میں تحریک انصاف اور جو باقی forces ہیں انہوں نے بھی اس کے اوپر سوالات اٹھائے ہیں کہ باقی جو صوبائی ممبرز ہیں ان کو آئینی طریقے سے appoint کیوں نہیں کیا گیا۔ میں یوتھ پارلیمنٹ کے اس فورم پر propose کرنا چاہوں گا ہمیں بھی اس کے اوپر سوال کرنا چاہوں گا۔ پاکستان میں یہ trend ہے کہ اداروں کو target یا تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے لیکن یہ بری بات نہیں ہے،جیسے اکرمین نے کہا کہ سوال کرنا اور جواب مانگنا جمہوریت کا حسن ہے۔ اگر security agencies سے کوئی سوال کرتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ملک کی سلامتی پر آنچ آ جائے گی ، اگر آج کوئی الیکشن کمیشن کو question کر رہا ہے تو حکومتیں جو status quo کا حصہ ہیں وہ

اس کی مخالفت کر رہی ہیں اور ہمیں اس چیز کا حصہ نہیں بنناچاہیے بلکہ ہمیں بہتری کی طرف جانا چاہیے اور اس قسم کی جو پوزیشن ہے اس کو according to the Constitution اس کو revise کرنا چاہیے۔ یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے اور within a week آپ consensus develop کر کے اس مسئلے کو حل کر سکتے ہیں۔ سیاسی پارٹیاں جو الیکشن کو جارہی ہیں وہ اس قسم کے سوالات کر رہی ہیں۔ اگر خدانخواستہ الیکشنز میں کوئی انہونی ہوئی بعض اس کو point بنا کر کوئی movement بھی چل سکتی ہے، 1997 کی طرح جو PNA کی movement تھی جس نے حکومت کو dismiss کیا اور پھر پاکستان میں مارشل لاء مسلط کیا اور ہمیں خدشہ ہے کہ کہیں ہم اس طرف نہ چل پڑیں لہذا جو بھی ambiguity ہے اسے ہمیں remove کرنا ہو گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی اسداللہ چٹھہ صاحب۔

Mr. Asadullah Chattha: Thank you honourable Speaker sahib. I first of all would like to say that I completely endorse this resolution and further this is not the proper time that you are going to dissolve the Election Commission. Otherwise, you are inviting anti-democratic forces to further delay the election process. This will also increase the Shia killings, target killings and sectarian violence. The recent killing in Karachi have take place because many of the stakeholders in Pakistan want to delay the election process. So, I know the proper procedure is not being followed. There is also another issue that you cannot dissolve the Election Commission, otherwise you go to the Supreme Court to challenge that the procedure has not been followed. This was my commentary on the resolution. Thank you.

Mr. Speaker: Mohterma Aseela Shamim Haq.

Mohterma Aseela Shamim Haq: I just find Mr. Arslan Ali's resolution vague in terms of election to clarify what he means by outside forces, does he mean that dual nationals are outside forces because legally speaking I would like to remind the House that Pakistanis are allowed to obtain nationalities of fifteen other countries, they are not allowed to contest elections or hold public office. The Chapter-one of the Constitution which states that all citizens are equal, by no means our dual nationals are non citizens or not part of the society or part of the country and they are by no means outside force. So, just like Mr.Arslan to what do you mean by it. Thank you.

Mr. Speaker: Mr. Arslan Ali.

Mr. Arslan Ali: Sir, when I say 'outside forces'

اس سے میری مراد وہ لوگ اور قوتیں تھیں جو کہ outside countries ہیں، جو ملک میں افراتفری پھیلا رہی ہیں۔ اس کے علاوہ sectarian killings, bad law and order situation جن کی وجہ سے ملک کے حالات خراب ہیں۔ ان چیزوں کو جواز بنایا جا رہا ہے کہ ملک کے حالات خراب ہیں اور elections postpone کر دو اور interim government کو carry کرنے دو اور اس طرح elections postpone کرتے رہو۔ لہذا outside forces سے میری مراد یہ تھی کہ جو لوگ killings کو اور bad law and order کو ہوا دے رہے۔

دوسری بات یہ کی گئی کہ

Everyone has the right to question. Yes, anyone has.

جناب سپیکر: آپ بعد اس چیز کو explain کر لینا۔ جناب رستمانی صاحب۔

جناب اشفاق احمد رستمانی: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ میں بھی اپنے young members of the Youth Parliament کے views کی تائید کرتا ہوں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے لیکن یہ نہیں ہے کہ کوئی باہر سے undemocratic force آئے،باہر سے کوئی آدمی آئے اور پاکستان کے پورے سسٹم کو چلائے۔ پاکستان کے لوگوں کا یہی perception کہ پاکستان کو تین چیزیں چلاتی ہیں، اللہ، آرمی اور امریکہ۔ اگر کسی کو پاکستان میں آنا ہے چاہے وہ پاکستانی ہو، چاہے وہ foreigner ہو، کہیں کا بھی ہو اسے صرف دو کام کرنے ہیں کہ یا تو وہ امریکہ سے شیرباد لے کر آئے یا وہ امریکہ سےشیر باد لے کر آئے، یہ تو دو elements تھے جو ابھی تک ہمارے ملک پر مضبوطی سے گرفت رکھے ہوئے ہیں۔ ابھی چوتھی چیز آ گئی ہے ، پہلے تو ہمیں دور جانا پڑتا تھا کہ اگر مجھے پاکستان میں حکومت کرنی ہے تو مجھے پہلے امریکہ کے پاس جانا پڑے گا، پھر امریکہ کے پاس جانا پڑے گا۔ اب یہ ہو گیا ہے کہ ہمارے ملک میں media vibrant ہے، اب ہمیں امریکہ یا آرمی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آپ میڈیا کے پاس جائیں، اس کو آپ پیسے کھلائیں، بھلے آپ کے پاس اہلیت نہ ہو، بھلے آپ کے پاس قابلیت نہ ہو آپ کو زیرو سے ہیرو بنا دے گا۔ میرا سوال یہ ہے کہ آپ اس چیز کو derail کرنے کے لیے media کے لیے کوئی code of ethics بنائیں، اس کے لیے کوئی procedure بنائیں اگر وہ کوئی بات غلط کرے تو اس کی وجہ سے پورے ملک میں افراتفری پھیل جائے۔ ہم اب educated ہیں اور جو بھی بندہ باہر سے آئے وہ پہلے پاکستانی شہری بنے۔ یہاں پر قادری صاحب آئے تھے، اس سے پہلے ہم اس کو نہیں جانتے تھے، اب بچہ بچہ ان کو جانتا ہے کہ قادری صاحب اب نئے وزیراعظم بنیں گے۔ یہ سب کچھ میڈیا کی وجہ سے ہوا۔ جب تک ہم میڈیا کے لیے code of ethics نہیں بنائیں گے تو آج یہ ہے کل کوئی اور undemocratic force آ جائے گی، وہ پیسے کے ذریعے یا کسی اور کے ذریعے یہاں آئے گا پھر وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ undemocratic forces اور باہر کے آدمی کو discourage کرنے کے لیے میڈیا کو اپنا positive role ادا کرنا چاہیے۔

جناب! جب سے پاکستان میں یہ process شروع ہوا ہے کوئی بھی ایسی debate یا بات میڈیا میں نہیں ہوئی جو یہ کہے کہ یہ undemocratic ہے یا یہ غلط بات ہے کیوں کہ ان لوگوں کو پیسے مل رہے ہیں، وہ اپنا business چلا رہے ہیں، ان کو پاکستان سے کچھ لینا دینا نہیں، یہ process چلتا جا رہا ہے۔ میں یہ کروں گا کہ further خدانخواستہ کوئی ایسی بات ہو ، میڈیا کے لیے code of ethics ہونا چاہیے جس کے تحت میڈیا اپنے پروگرام وغیرہ چلاتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب ہاشم ملک صاحب۔

جناب ہاشم ملک: میں سپیکر صاحب! اس قرار داد کی completely support کرتا ہوں کیوں کہ یہ ایک ایسی move ہے جو undemocratic forces کی طرف سے کسی اور طریقے سے employ کی جا رہی ہے تاکہ کسی طرح elections postpone ہو جائیں۔ ہمیں اس کی positive side یہ دیکھنی ہے کہ پہلی دفعہ Election Commission impartially form ہوا ہے اور فخرالدین جی ابراہیم صاحب کی impartiality پر کسی کو doubt نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس پر سیاسی پارٹیوں کا consensus تھا۔ قادری صاحب کو اگر نومبر یا دسمبر میں یاد آ گیا کہ اس طرح کی legal چیز ہوئی ہے تو اس سلسلے میں آپ کی توجہ ایک اور case کی طرف دلانا چاہوں گا جو

اسلام آباد ہائی کورٹ سے related تھا اور صدر صاحب کی طرف سے judicial commission بنا تھا جس میں ریاض احمد خان صاحب کی absence میں انور قاسمی صاحب نے representation کی تھی ، اس کو سپریم کورٹ نے set aside کر دیا کہ اتنے سے minor technical مسئلے پر آپ اس کو مکمل طور پر dissolve نہیں کر سکتے جو اس پر recommendations دی گئی تھیں۔ آخر کار جسٹس صدیقی اور ایک اور جج صاحب reinstate ہو گئے تھے۔ لہذا یہ technical issue Supreme Court نے set aside کر دیا تھا لیکن سپریم کورٹ سے میرا ایک شکوہ ہے کہ انہوں نے قادری صاحب کی petition کو ان کی intention کی base بنا کر discard کیا، اس سے بہتر ہوتا کہ سپریم کورٹ کہتی کہ اس طرح کے technical issues کو ہم set aside کرتے ہیں۔ جس طرح انہوں نے ایک اور کیس میں کیا۔ ان کے جو بھی intentions ہیں لیکن میری قادری صاحب سے کوئی affiliations نہیں ہے اور نہ ہی ان کے ساتھ کوئی sympathy وغیرہ ہے، لیکن ایک بندے کی intentions خود جان کر discard کر دیا جائے کہ اس کی intention صحیح نہیں ہے۔ سپیکر صاحب اسی ٹائم پر منصور ایجاز صاحب بڑے حاجی صاحب بنے ہوئے تھے وہ بھی dual nationality کے مرتکب تھے کیا سپریم کورٹ ان کو security دینے کو تیار تھی، گورنمنٹ کو انہوں نے کو آگے لگایا ہوا تھا، اس وقت منصور ایجاز صاحب تو بڑے اچھے تھے، ابھی قادری صاحب کی intentions ان کو doubtful ہونا شروع ہو گئیں۔ بڑی اہم چیز یہ تھی کہ سپریم کورٹ کو جو legal issue اسے دیکھنا چاہیے تھا بجائے اس کے کہ وہ ایک individual کی intentions دیکھتے۔ باقی بات الیکشن رہی، اسے dissolve نہیں ہونا چاہیے چونکہ یہ سب کے consensus سے وجود میں آیا ہے۔ آئین بھی یہ کہتا ہے کہ جو پارٹیاں پارلیمنٹ میں بیٹھی ہوئی ہیں Opposition Leader and the Government صرف ان کا role اس طرح کے کاموں میں ہے لیکن پھر بھی گورنمنٹ اور اپوزیشن نے عمران خان کی پی ٹی آئی کو بھی on board لیا ہے، جماعت اسلامی کو بھی on board لیا ہے، جن جن کی ماضی میں political presence in Parliament رہی ہے ان تمام کو انہوں نے on board لیا ہے۔ ہمیں اب ان issues میں نہیں جانا چاہیے کہ آپ اسے dissolve کر دیں اور پھر ایک نیا الیکشن کمیشنconstitute کریں، چونکہ اب elections بالکل سر پر ہیں اور ہمیں اب اس طرف توجہ دینی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب حضرت علی کاکڑ صاحب۔

جناب حضرت علی کاکڑ: ارسلان علی نے جو قرار داد پیش کی تھی میں اس کے حق میں100% ہوں کیونکہ اب election بالکل قریب ہے لیکن فخر الدین ابراہیم جو impartial شخصیت ہے اور سب کے consensus سے اس کو لیا گیا ہے۔ ہم اب اس میں کوئی شک نہیں کرنا چاہیے، اس کے ساتھ ساتھ پاکستان پر ہمارا کوئی شک نہیں ہونا چاہیےٹائم کی مناسبت کو دیکھتے ہوئے ہر ایک کو سوال کرنے کا حق ہونا چاہیے، ہمیں اس بات میں کوئی اختلاف بھی نہیں ہے۔ انہوں نے ابھی جوش میں آ کر demand کی ہے وہ بالکل undemocratic ہے۔ بحرحال ہم اس کی پوری طرح سپورٹ کرتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب یاسر عباس صاحب۔

جناب یاسر عباس : شکریہ جناب سپیکر۔ اب الیکشن کمیشن کی بات ہو رہی ہے۔ میں ارسلان علی کے resolution اس بارے میں I totally support him because we are moving towards an election year. Now

the Elections are nor far away. It is a matter of only two months. لہذا ہم دو مہینوں کے اندر الیکشن کی طرف جا رہے ہیں۔ اب اس وقت کا تقاضا ہے کہ ہم state institutions چاہے ہو الیکشن کمیشن آف پاکستان ہو یا جن سے ہم الیکشن کے دوران فائدہ اٹھا سکتے ہیں ان کو اب touch کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب! دوسری بات یہ ہے کہ میں democracy کا ایک strong advocate ہوں and I really wish to see democracy flourishing in Pakistan. بد قسمتی کی وجہ سے کچھ forces کی وجہ سے اور کچھ ایسے لوگ جو الیکشن کمیشن کو question کرتے ہیں یا وہ political parties کو question کرتے ہیں، ہم ایک illiberal democracy کی طرف جا رہے ہیں یا میں یہ کہوں گا کہ ہم democratic decayکی طرف جا رہے ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اس democratic decay کی جانب جانے کی بجائے یا ایک illiberal democracy which I believe is worse than a dictatorship, you might not agree to that لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک illiberal democracy ہے which is worse than dictatorship اب ایک فرد واحد کا آ کر الیکشن کمیشن کو question کرنا اور political party کی origin کو question کرنا جو الیکشن کے مراحل میں رکاوٹ کا بحث بنے یہ اچھی بات نہیں ہے۔

جناب ! ہمیں الیکشن کمیشن کو independent حیثیت دینی چاہیے اور اسے مزید strengthen کرنا چاہیے۔ جیسے کہ ہمارے ایک Parliamentarian نے بات کی تھی کہ we should go in a support to Election Commission and have a full confidence in it. فخرالدین ابراہیم جن کو ایک respectful نظر سے دیکھا جاتا ہے اور جناب سپیکر! کل خود آپ نے بات کی تھی کہ majority is authority and that is the beauty of the democracy تو جو شخصیت یہاں پر آئی ہے وہ بھی ایک majority کی consensus پر آئے ہیں۔ فرد واحد جو کنیڈا سے chartered flight لے کر پاکستان آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ الیکشن کمیشن کو change کرو that does not suit us at all and at the same time جس طرح ہشام ملک نے point out کیا کہ جس میں judiciary کی intention واضح نظر آتی ہے کہ انہوں intention کی بنیاد پر کیس خارج کر دیا۔ انہوں نے منصور ایجاز کی مثال دے دی جو memo gate case میں involved تھے۔

اب میں الیکشن کمیشن کے لیے ایک تجویز دینا چاہوں گا کہ الیکشن کمیشن ایک اچھی political environment کے لیے ایک قانون بنائے کہ پاکستان میں صرف two political party system ہو - میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ پچھلے دنوں میں ہم نے دیکھا کہ ایم کیوایم ایک ایسی جماعت تھی جو چار سال coalition government میں رہی پھر اس کے بعد وہ حکومت کو چھوڑ گئی اور سندھ آرڈیننس پی پی پی ان کی وجہ سے لائی تھی تو پھر ان کے چھوڑنے پر اسے واپس لے لیا this is called irrelevant democracy کہ آپ ایک legislation کسی پارٹی کو خوش کرنے کے کرتے ہیں اور پھر جونہی وہ پارٹی آپ کو چھوڑ جاتی ہے تو آپ اس legislation کو واپس کر لیتے ہیں، جس سے عوام suffer ہوتے ہیں لیکن متعلقہ پارٹی نہیں ہوتی۔ میں آخر میں یہ کہوں گا کہ الیکشن کمیشن consensus سے بنا ہوا ہے، اسے کام کرنے دینا چاہیےاور elections ایک اچھے ماحول میں ہونے چاہییں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب فیض علی صاحب۔

جناب فیض علی: جناب! انہوں نے جو resolution دی ہے میں اس سے totally disagree کرتا ہوں اور میں یہ prove کروں گا کہ یہ الیکشن کمیشن unconstitutional ہے اور اس کو reconstruct ہونا چاہیے۔ انہوں نے آئین کے Article 213(2)(a) حوالہ دیا جو یہ کہتا ہے کہ

"Prime Minister shall in consultation with the Leader of the Opposition in the National Assembly forward three names for appointment of the Election Commissioner to a Parliamentary committee for hearing and confirmation of any one person"

جناب! اس الیکشن کمیشن کے اندر Constitution کوfollow نہیں کیا گیا، یہ confirmation تو ہوئی لیکن hearings نہیں ہوئیں۔ صوبوں سے تین کے نام نہیں بھیجے گئے ایک ہی کا نام بھیجا گیا اور بغیر hearings کے confirmation کر دی گئی اور پارلیمانی کمیٹی کے جو چیئرمین تھے خورشید شاہ صاحب انہوں نے خود ہی accept کیا کہ واقعی hearings نہیں ہوئیں اور اس وقت کے وفاقی وزیر ڈاکٹر بابر اعوان نے بھی یہ کہا کہ صوبوں سے ایک ایک کے نام آئے اور hearings کے بغیر ان کو confirmationدے دی گئی۔

جناب سپیکر: آپ اس resolution پر بولیں۔

جناب فیض علی: جناب! resolution میں یہ لکھا ہوا ہے کہ demand unconstitutional ہے تو میں نے بتایا ہے کہ نہیں demand constitutional ہے اور آئین میں hearings کا لفظ لکھا ہوا ہے اور یہاں پر hearings موجود نہیں ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ اگر باہر سے کوئی undemocratic forces آگئیں جیسے یہاں سے کچھ لوگ الیکشن کمیشن کو تحلیل کروانے کے لیے گئے تھے، یہ سارے پاکستانی تھے۔ اگر میں یہ کہوں کہ میں جس الیکشن کمیشن کو ووٹ دے رہا ہوں وہ الیکشن کمیشن unconstitutional ہے اور یہ بدنیت پر مبنی ہے، تو میں اس الیکشن کمیشن کی اہلیت پر، اس کی constitutional پر یہ سوال اٹھا سکتا ہوں تو پھر کیوں یہ سوال نہیں اٹھایا جا سکتا بلکہ یہ ہر شہری کا حق ہے اور Citizenship Act 1951, dual national کو بھی اجازت دیتا ہے کہ وہ الیکشن کمیشن کے اوپرسوال کر سکتے ہیں، آخر ستر تا نوے لاکھ پاکستانی باہر بیٹھے ہوئے ہیں تو کیا وہ الیکشن کی وفاداری اور اور نیت پر سوال نہیں اٹھا سکتے۔ میں اس لیے اس قرار داد کی مخالفت کرتا ہوں اور آئین کو follow کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب ! ارسلان صاحب۔

جناب ارسلان علی: جناب ! اب سوال یہ پیدا ہو رہا ک کیوں اس چیز پر سوال raise نہیں کیا جا سکتابلکہ سوال کرنے کا حق ہر شہری کا ہے۔ جناب!Article 99 of the Constitution جو ہمیں اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ہمیں freedom of speech ہے اور right of information ہے وہی ہمیں آگے جا کر اس بات پر bound کر دیتا ہے کہ اگر وہ national interest کے against بات ہو گی تو پھر آپ کی freedom of speech ختم ہے۔ یہ بات میں نہیں کر رہا، یہ آئین کہتا ہے۔ لہذا اگر national interest کے خلاف بات ہو رہی ہے تو پھر ان کا کوئی right نہیں ہے اور میں خاص طور پر بات کی ہے کہ انہیں unbiasness پر question کرنے کا right نہیں ہے۔

Mr. Speaker: Thank you. Now I put this resolution to the House.

"This House is of the opinion that the creation of Election Commission of Pakistan was made after the full and complete consensus from all the political parties present in the Parliament. Thus no outside and undemocratic force should be allowed to raise question on the biasness of Election Commission."

(The resolution was carried)

Mr. Speaker: Resultantly the resolution is passed. Now the House is adjourned to meet tomorrow at 9.30 a.m.

[*Then the House adjourned to meet again tomorrow at 9.30 a.m.]*